مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں

[اردو]

الإنصاف فيما قيل في المَولد من الغلو والإجحاف

[اللغة الأردية]

تأليف

فضیلۃ الشیخ ابی بکر جابر الجزائری حفظہ اللہ

فضيلة الشيخ أبي بكر جابر الجزائري حفظه الله

ترجمہ: سیّد محمد غیاث الدین مظاہری

ترجمة: سيّد محمد غياث الدين مظاهري

نظرثانی: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی

مراجعة: شفيق الرحمن ضياء الله المدني

ناشر: شعبہ مطبوعات ونشر وزارت کے زیر نگرانی طبع شُدہ ریاض ، سعودی عرب

الناشر: وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد ـ المملكة العربية السعودية

بسم الله الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علی رسول الله وعلی آلہ وصحبہ ومن والاہ أمابعد:

بارگاہ نبوی ﷺ کے احترام وتعظیم کی وجہ سے میلاد نبوی کے موضوع پر لکھنے میں مجھے بہت تردّد رہا ،لیکن جب اس سلسلہ میں مسلمان ایک دوسرے کو کا فر بنانے لگے اور باہم لعنت کرنے لگے تو میں یہ رسالہ لکھنے کےلئے مجبور ہوگیا کہ شاید یہ اس فتنہ کی روک تھام کرسکے جو ہر سال ابھارا جاتا ہے اور جس میں کچھ مسلمان ہلاک وبرباد ہوتے ہیں ،ولا حول ولا قوة إلا باللہ.

میں نے ماہ میلاد ربیع الأول سے متعلق کچھ پہلے بی ۔بی سی لندن کے نشریہ سے یہ خبر سنی کہ سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبد العزیز ابن بازحفظہ الله ان لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں جو میلا د نبوی کی محفل کریں، اس خبر نے عالمِ اسلام کو غیظ وغضب سے بھر دیا،میں یہ جھوٹی اور خوفناک خبر سن کرحیرت میں پڑگیا ، کیونکہ حضرت مفتی صاحب (١) کا جو قول مشہور ومعروف ہے وہ یہ ہے کہ میلاد بدعت ہے اور وہ اس سے منع فرماتے ہیں ، جو شخص میلاد کی یاد گار منائے یا اس کی محفل قائم کرے وہ اس کی تکفیر نہیں کرتے ،غالباً یہ ان رافضیوں کا مکروکید ہے جو مملکت سعودیہ سے بغض وحسد رکھتے ہیں کیونکہ وہاں بدعت وخرافات اور شرک وگمراہی کی کوئی گنجائش نہیں ہے .

بہر حال معاملہ اہم ہے اور اہل علم پر لازم ہے کہ وہ اس اہم مسئلہ کے متعلق حق بات کو واضح کریں ، جس سے یہ نوبت پہنچ گئی ہےکہ مسلمان باہم ایک دوسرے سے بغض رکھنے لگے ہیں اور ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہیں ، کتنے لوگ ازراہ خیرخواہی مجھ سے کہتے ہیں کہ :فلاں شخص کہتا ہے کہ میں فلاں شخص سے بغض رکھتا ہوں ،کیونکہ وہ محفل مولود کا منکرہے ، مجھے اس کی اس بات سے تعجب ہوتا ہے ،

---

(١) حضرت مفتی شیخ عبد العزیز بن بازرحمہ الله نے بدعت مولود کے ردذ و انکار میں کئی مضامین لکھے ہیں ، لیکن کہیں بھی مولود کرنے والوں کو کا فر نہیں کہا ہے .بی ۔بی- سی لندن کی خبر محض جھوٹ اور افواہ ہے ، جو فتنہ پھیلانے کے لئے گھڑی گئی ہے ورنہ تو مفتی صاحب کی تحریریں موجود ہیں انہیں دیکھا جا سکتا ہے .

میں کہتا ہوں کہ جو شخص بدعت کا انکار کرے اور اس کو ترک کرنے کو کہے، کیا مسلمان اس کو دشمن بنا لیتے ہیں ؟ انہیں تو لازم تھا کہ اس سے محبت کرتے نہ یہ کہ اس سے بغض کرتے ، اور ستم بالائے ستم یہ کہ مسلمانوں کے درمیان اس کی اشاعت کی جاتی ہے کہ جو لوگ مولود کی بدعت کا انکار کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو رسول ﷺسے بغض رکھتے ہیں اور آپ سے محبت نہیں کرتے ، حالانکہ یہ بدترین جرم اور گناہ ہے جو کسی ایسے بندہ سے کیسے ہوسکتا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو ؟کیونکہ رسول ﷺ سے بغض رکھنا یا آپ سے محبت نہ کرنا کھلا ہو کفر ہے ، ایسے شخص کو اسلام سے ذرا بھی نستب باقی نہیں رہ جاتی ، والعیاذ باللہ.

آخر میں یہ عرض ہےکہ انہیں اسباب کی بناء پر میں نے یہ رسالہ لکھا تاکہ ایک اعتبار سے تو وہ ذمہ داری ادا ہوجائے جو حق کے واضح کرنے کی عائد ہوتی ہے اوردوسری میری یہ خواہش بھی تھی کہ ہر سال ابھرنے اوراسلام کی آزمائش میں اضافہ کرنے والے اس فتنہ کی روک تھام ہو- واللہ المستعان وعلیہ التکلان .

-

ایک اہم علمی مقدمہ

شریعت اسلامیہ میں میلاد نبوی کا حکم معلوم کرنے کے لئے جو شخص اس رسالہ کا مطالعہ کرے میں اسے انتہائی خیرخواہی کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ وہ اس مقدمہ کو بہت ہی توجہ کے ساتھ کئی مرتبہ ضرور پڑھ لے ،یہاں تک کہ اس کو خوب اچھی طرح سمجھ لے ، اگرچہ اس کو دس مرتبہ ہی کیوں نہ پڑھنا پڑے ، اور اگرنہ سمجھ میں آئے تو کسی عالم سے خوب سمجھ کر پڑھ لے تاکہ کوئی غلطی نہ رہ جائے ، کیونکہ اس مقدمہ کا سمجھنا صرف مسئلہ مولود کے لئے ہی نہیں مفید ہے بلکہ یہ بہت سے دینی مسائل میں مفید ہے .جس میں لوگ عام طور سے اختلافات کرتے رہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے یا سنت ، اور اگر بدعت ہے تو بدعت ضلالت ہے یا بدعت حسنہ ؟

میں انشاء اللہ قارئین کے سامنے تفصیل سے بیان کروں گا اور اشارات کو قریب کروں گا . اورمثالوں سے وضاحت کروں گا ، اور معنی ومراد کو قریب لانے کی کوشش کروں گا ، تا کہ قاری اس مقدمہ کو سمجھ لے ، جو پیچیدہ اختلافی مسائل کے سمجھنے کے کلید ہے کہ آیا وہ دین وسنت ہیں جو قابل عمل ہیں یا گمراہی اوربدعت ہے جس کا ترک کرنا اور جس سے دور رہنا ضروری اور واجب ہے-

اب اللہ کانا م لے کر یہ کہتا ہوں کہ اے میرے مسلمان بھائی! تمہیں معلوم ہونا چاھئے کہ اللہ تبارک وتعالی نےاپنے رسول محمد ﷺ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا اور ان پر لوگوں کی ہدایت اوراصلاح کے لئے اپنی کتا ب قرآن کریم نازل فرمائی تاکہ لوگ اس سے ہدایت یاب ہو کر دنیا وآخرت میں کامیابی وسعادت حاصل کریں ، جیساکہ اللہ نے

ارشـــاد فرمایـــا :﴿ ƒ»'Šk$$S9Z$ ã‾ %‰ ` !‰ääN çöd›Ö Ë` šî$N r&R“ø9Z$

)Ø9Ïä N3çqY# B•ÎY$ ÈÍÇ ù'B$$S‰ï úš ä#B%qè) !$ « $ãF Á3qè) Îî¾

ù ¡ã‰%Ïå‰Ô NGÎ’ ‘q-7p B-Zçr ÒÔ@ r%‰ïN)Ø9Ïî ÂŽWŽÛ$ B•óÉŠJ$

ÈÍÇ [النساء] اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف

سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے ، سو جولوگ اللہ پر ایمان لائے ، اور انہوں نے اللہ کو مضبوط پکڑا ، سو ایسوں کو اللہ اپنی رحمت میں داخل کریں گے ،اور اپنے فضل میں ، اور اپنے تک ان کو سیدھا راستہ بتلا دیں گے.(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کی ہدایت اور اصلاح جس سے روح میں کمال اور اخلاق میں حُسن وفضیلت حاصل ہو اس وحی الٰہی کے بغیر نہیں ہوسکتی جو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت میں جلوہ گر ہے ، کیونکہ اللہ تعالی أحکام کی وحی فرماتے ہیں اور رسول ﷺ اس کی تبلیغ فرماتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی کیفیت بیان فرماتے ہیں اور اہل ایمان اس پر عمل کرتے ہیں ، اور اس طرح وہ کمال وسعادت کی نعمت سے ہم کنار ہوتےہیں –

اے معززقاری! ہم قسم کھا کرکہتے ہیں کہ ہدایت اور اصلاح کے بعد اس راستہ کے سوا کوئی اور راستہ کمال وسعادت کے حصول کا نہیں ہے ، اور وہ راستہ ہے وحی الٰہی پر عمل کرنا جوکتاب وسنت میں موجود ہے

محترم قارئیں !اس کا رازیہ ہے کہ اللہ تعالی سارے جہاں کا رب ہے ،یعنی ان کا خالق ومربی اور ان کے تمام معا ملات کی تدبیر وانتظام کرنے والا اور انکا مالک ہے ، سارے لوگ اپنے وجود میں اوراپنی پیدائش میں ، اپنے رزق وامداد میں اور تربیت وہدایت اور اصلاج میں دونوں جہاں کی زندگی کی تکمیل وسعادت کے لئے اس کے محتا ج محض ہیں ، اللہ تعالی نے تخلیق کے کچھ قوانین مقرر فرمائے ہیں ، انہی قوانین کے مطابق وہ انجام پاتی ہے اور وہ قانون ہے نر اورمادہ کے باہم اختلاط کا ، اسی طرح اللہ تعالی نے مخلوق کی ہدایت اوراصلاح کا بھی قانون مقرر فرمادیا ہے اور جس طرح تخلیق کا عمل بغیر اس کے قانون کے نہیں انجام پاسکتا جو لوگوں میں جاری ہے اسی

---

(۱) بہت سے مفسرین کے نزدیک آیت میں "برھان "سے مراد نبی ﷺہیں ، اور "نور" سے مراد قرآن کریم ہے

طرح ہدایت اور اصلاح کا کام بھی اللہ تعالی کے قانون کے مطابق ہی انجام پاتا ہے اور وہ قانون ہے ان احکام وتعلیمات پر عمل کرنا جو اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک پر مشروع فرمادیا ہے ،اور ان کو اس طریقہ کے مطابق نافذ اور جاری کرنا جو طریقہ رسول ﷺ نے بیان فرمایا ہے . اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ کوئی بھی ایسی ہدایت یا سعادت یا کمال جو اللہ تعالی کے مشروع کئے ہوئے طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے آئے کسی بھی حال میں قابل قبول نہیں ہے .

تم باطل دین والوں کو مثلاً یہودونصاری اورمجوسیوں وغیرہ کو دیکھتے ہو تو کیا یہ سب راہ ہدایت پاگئے ہیں یاکمال وسعادت سے حصہ پا چکے ہیں ؟ہرگز نہیں اور وجہ ظاہر ہے کہ یہ سب اللہ تعالی کےنازل کئے ہوئے طریقے نہیں ہیں،اسی طرح ہم ان قوانین کو دیکھتے ہیں جن کو انسانوں نےعدل وانصاف کے حصول ، لوگوں کے مال وجان ، ان کی عزت وآبرو کی حفاظت اوران کے اخلاق کی تکمیل کے لئے بنائے ہیں ،کیا یہ قوانین جس مقصد کے لئے بنائے گئے تھے وہ مقصد حاصل ہوئے ؟جواب یہ ہے کہ نہیں ، کیونکہ زمین جرائم اورہلاکت خیزیوں سے بھری ہوئی ہے ، اسی طرح امت اسلامیہ کے اندر اہل بدعت کو دیکھتے ہیں ، بدعتیوں میں بھی زیادہ پست اور گھٹیا درجہ کے لوگ ہیں ، نیز اسی طرح اور بھی اکثرمسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ جب وہ اللہ کے بنائے ہوئے قانون سے ہٹ کر انسان کے بنائے ہوئے قانوں کی طرف مائل ہوئے تو ان کے اندر اختلاف پیدا ہوگیا ،ان کا مرتبہ گھٹ گیا اوروہ ذلیل ورسوا ہوگئے ،اور اس کا سبب یہی ہے کہ یہ لوگ وحی الہی کو چھوڑکردوسرے طریقوں پر عمل کرتے ہیں غور سے سنو اور دیکھو کہ اللہ تعالی شریعت اسلامیہ کے علاوہ ہر قانون وشریعت کی کیسی مذمت فرمارہے ہیں .ارشاد باری تعالی ہے :

{أَمْ لَهُمْ شُرَكَاء شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ} (٢١) سورة الشورى]

"کیا ان لوگوں نے ایسے اللہ کے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کردئیے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں

اگر فیصلے کے دن کا وعدہ نہ ہوتا تو ابھی ہی ان میں فیصلہ کردیا جاتا، یقیناً ان ظالموں کے لئے ہی دردناک عذاب ہے ".

اور رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ (من أحدث فی أمرنا هذا مالیس منه فهو ردّ)" جس نے ہمارے اس امر(دین) میں کوئی ایسی بات نکالی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے (یعنی مقبول نہیں ہے " اور فرمایا (من عمل عملا لیس علیه أمرنا فهو ردّ) (مسلم)" اور جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں ہے تو وہ رد ہے یعنی مقبول نہیں ہے ". اور اس پر اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا ، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جس امر کو مشروع نہیں فرمایا ہے وہ عمل نفس کے تزکیہ وتطہیر میں مؤثر نہیں ہوسکتا ،کیونکہ وہ تطہیروتزکیہ کے اس مادہ سے خالی ہے جو اللہ تعالی نے ان اعمال میں پیدا فرمایا ہے ، جن کو مشروع کیا ہے اور جن کے کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے . دیکھو اللہ تعالی نے اناج، پھلوں اور گوشت کے اندر کس طرح غذائیت کا مادہ پیدا فرمادیا ہے ، لہذا ان کے کھانے سے جسم کو غذا ملتی ہے جس سے جسم کی نشوونما ہوتی ہے اور قوت کی حفاظت ہوتی ہے اور مٹی لکڑی اور ہڈی کو دیکھو کہ اللہ تعالی نے ان کو غذائیت کے مادہ سے خالی رکھا ہے .اسلئے یہ غذائیت نہیں پہنچا تیں ،اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ بدعت پر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسے مٹی ، ایندھن اور لکڑی سے غذائیت حاصل کرنا ، اگر ان چیزوں کا کھانے والا غذائیت حاصل نہیں کرسکتا تو بدعت پر عمل کرنے والے کی روح بھی پاک وصاف نہیں ہوسکتی اس بناء پر ہر ایسا عمل جس کے ذریعہ اللہ تعالی کے تقرب کی نیت کی جائے تاکہ شقاوت ونقصان سے نجات و کمال اورسعادت حاصل ہو ، سب سے پہلے ان اعمال میں سے ہونا چاہئے جن کو اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبان پر مشروع فرمایا ہے اور دوسری بات یہ کہ وہ اسی طریقہ سے اداکیا جائے جس طریقہ سے رسول ﷺ نے ادا فرمایا ہے ، اس میں اس کی کمیت کی رعایت اس طرح ہو کہ اس کی تعداد میں زیادتی ہو اور نہ کمی ، اور کیفیت کی رعایت اس طرح ہو کہ اس کے کسی جزء کو کسی جزءپر مقدم ومؤخرنہ کیا جائے ،اور وقت کی رعایت اسطرح ہو کہ وقت غیرمعینہ میں اس کو نہ کرےاورجگہ کی بھی رعایت ہو کہ جس جگہ کو شریعت نے مقرر کردیا ہے اس کے علاوہ اسکو دوسری

جگہ ادانہ کرے ، اور کرنے والا اس سے اللہ کی اطاعت وفرمابرداری اوراس کی رضا وخوشنودی اور قرب کے حصول کی نیت کرے اسلئے کہ ان شروط میں سے کسی ایک کے نہ پائے جانے سے وہ عمل باطل ہوجائے گا ،وہ شروط یہی ہیں کہ وہ عمل مشروع ہو اور اس کو اسی طریقہ سے ادا کرے جس طریقہ سے رسول ﷺ نے اداکیا ہے اور اس سے صرف اللہ تعالی کی رضامندی کی نیت رکھے کہ غیر اللہ کی طرف توجہ اور التفات نہ کرے ، اورجب عمل باطل ہو جائے گا تو وہ نفس کے تزکیہ اور تطہیر میں مؤثر نہیں ہو گا ، بلکہ ممکن ہے کہ اس کی گندگی اور نجاست کا سبب بن جائے ، مجھے مہلت دیجئے تو میں یہ حقیقت ذیل کی مثالوں سے واضح کردوں :

۱-نماز :کتاب اللہ سے اس کی مشروعیت ثابت ہے ، اللہ تعالی کا ارشاد ہـــــے : ﴿ ’ù'Šï$(q3 9Á-4o)b$9 Á-4o .%RM6 ã?’ $9B-sZü úš ÏFY$

B$qèöq%Y$ ÈÌÇ النساء]" پس نماز کو قاعدہ کے مطابق پڑھو ،یقیناًنماز مومنوں پرمقررہ وقتوں پر فرض ہے"

اور سنت سے بھی ثابت ہے ،رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا " خمس صلوات کتبھن اللہ "۰۰۰ الحدیث (رواہ مالک)"پانچ نمازیں ہیں اللہ نے انہیں فرض کیا ہے " اب غور کرو کہ کیا بندہ کے لئے یہ کافی ہے کہ جس طرح چاہے اور جب چاہے اور جس وقت چاہے اور جس جگہ چاہے نماز پڑھ لے ؟جواب یہ ہے کہ نہیں :بلکہ دوسری حیثیتوں یعنی تعداد وکیفیت اور وقت وجگہ کی رعایت بھی ضروری ہے ،لہذا اگر مغرب میں جان بوجہ کر ایک رکعت کا اضافہ کرکے چار رکعت پڑھ لے تو نماز باطل ہوجائے گی ، اور فجر کی نماز میں ایک رکعت کم کرکے ایک ہی رکعت پڑھے تو وہ بھی صحیح نہیں ، اور اسی طرح اگر کیفیت کی رعایت نہ کرے کہ ایک رکن کو دوسرے رکن پرمقدم کردے تو بھی صحیح نہیں ، اور اسی طرح وقت اور جگہ کا بھی حال ہے کہ اگر مغرب غروب آفتاب سے پہلے پڑھ لے، یاظہر زوال سے پہلے پڑھ لے تو نماز صحیح نہ ہوگی ، اسی طرح اگر مذبح یا کوڑی

خانہ میں نماز پڑھےتو بھی نماز صحیح نہ ہوگی ، کیونکہ اس کے لئے جیسی جگہ شرط ہے یہ ویسی جگہ نہیں ہے

۲-حج: اس کی بھی مشروعیت کتاب وسنت دونوں سے ثابت ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے : ﴿

•ÿ. `Br ŴÅ‹ƒ™ ïnøÎ) í $ÜG5ø9$Ç`B Mø7ø9$• kïm Ä $Z9$’?ã ¬!ur

[آل عمران ÇÒÈ ûüÏJ=»èø9$Ç`ã ÓÍ_î © !$bÎù]

"اللہ نے ان لوگوں پر جو اسکی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کردیاہے اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالی (اس سے بلکہ) تما م دنیا سے بے پرواہ ہے " اور رسول ﷺنے ارشاد فرمایا کہ "اے لوگو! اللہ نے تمہارے اوپر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو"(رواہ مسلم)

اب یہ دیکھوکہ کیا بندہ کو یہ حق ہے کہ جس طرح چاہے اور جب چاہے حج کرلے ؟یہاں بھی جواب نہیں میں ہے ، بلکہ اس کے ذمہ لازم ہے کہ چاروں حیثیتوں کی رعایت کرے ورنہ تو اسکا حج صحیح نہ ہوگا ،یعنی کمیت (مقدار) کی ، پس طواف اور سعی میں شوط(چکّر) کے عدد کی رعایت کرے ، اگر عمداً اس میں کمی یا زیادتی کی تو وہ فاسد ہوجائگا ، اور کیفیت کی رعایت کرے ، چنانچہ اگر طواف احرام سے پہلے کرلیا، یا سعی طواف سے پہلے کرلی تو حج صحیح نہ ہوگا ، اور وقت کی رعایت کرے ،چنانچہ اگر وقوف عرفہ ۹ذی الحجہ کے علاوہ کسی اوروقت ہو تو صحیح نہ ہوگا ، اور جگہ اورمقام کی رعایت کرے ، چنانچہ اگربیت الحرام کے سوا کسی اور جگہ کا طواف کرے یا صفا ومروہ کے علاوہ کسی دوسری دو جگہوں کے درمیان سعی کرے یا عرفہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ وقوف کرے تو حج نہ ہوگا .

۳-روزہ: یہ بھی عبادت مشروعہ ہے ،اللہ تعالی فرماتا ہے کہ :﴿ $gƒ'»¯ƒ

`Ï šú ïï%©!$’?ã |=Gä $J. Ÿ$‹Å_Á9$Nà6 øŠæ |=Gä (qãZB#ä ûïï%©!$

ٍ تم پر روزہ فرض !اے ایمان والو [البقرة ÇÑÌÈ bqà)G? Nä3ª=èt9 Nà6 Î=ö6%

کیا گیا ہے اور رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :" چاند دیکھ کرروزہ رکھو اورچاند دیکھکر افطار کرو پس اگر بدلی ہوجائے تو شعبان کو تیس دن پوراکرلو"(بخاری ومسلم)

اب کیا بندہ کویہ حق حاصل ہے جس طرح چاہے اورجب چاہے روزہ رکھے ، جواب نہیں میں ہے ، بلکہ چاروں حیثیتوں کی رعایت ضروری ہے ، یعنی کمیت (مقدار) کی ،پس اگر انتیس یا تیس سے کم رکھے گا تو روزہ صحیح نہ ہوگا ، اسی طرح اگر ایک دن یا کئی دن کا اضافہ کرے گا ،تب بھی صحیح نہ ہوگا کیونکہ اس نے مقدار اورتعداد میں خلل پیدا کردیا اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ (ولتکملوا العِدّۃ)"اور تاکہ تم شمار پورا کرو" اسی طرح کیفیت کی رعایت بھی ضروری ہے ، اگر اس میں بھی اس نے تقدیم وتاخیر کردی کہ رات میں روزہ رہا اوردن میں افطار کیا تو یہ بھی صحیح نہیں اور زمانہ کی بھی رعایت ضروری ہے ، چنانچہ اگر رمضان کے بدلہ شعبان یا شوال میں روزہ رہا تو یہ بھی صحیح نہیں، اورجگہ اورمکان کی بھی رعایت ضروری ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے ، جوروزہ رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو' لہذا اگر حائضہ یا نفاس والی عورت روزہ رکھے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا ۔اسی طرح تمام عبادتوں کا حال ہے کہ اسی وقت صحیح اور قبول ہوتی ہیں جب ان کے تمام شرائط کی رعایت کی جائے ، اوروہ شرائط یہ ہیں :

۱- یہ کہ ان کی مشروعیت وحی الہی سے ہوئی ہو ، کیونکہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ (من عمل عملا لیس علیہ أمرنا فھو ردّ)(مسلم) "جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے " یعنی قابل قبول نہیں .

۲-یہ کہ اسکو صحیح طور پر اداکرے اورچاروں حیثیات یعنی کمیت ومقدار اور کیفیت یعنی وہ طریقہ جس کے مطابق وہ عبادت اداکی جائے اور زمانہ جواس کے لئے مقرر کیا گیا ہے اورجگہ جو اس کے لئے متعین کی گئی ہے اس کا لحاظ اور اسکی رعایت ہو.

۳- اوروہ خالص اللہ تعالی کے لئے ہو اس میں کسی اور کو خواہ وہ کوئی بھی ہو اللہ کا شریک نہ ٹھرائے '

اے مسلمان بھائی! اس وجہ سے بدعت باطل اور گمراہی ہے ،باطل تو اسلئے ہے کہ وہ روح کو پاک نہیں کرتی ، کیونکہ وہ اللہ تعالی کی

مشروع کی ہوئی نہیں ہے ، یعنی اس کے لئے اللہ اوررسول ﷺ کا حکم نہیں ہے ، اور ضلالت وگمراہی اس لئے ہے کہ بدعت نے بدعتی کو حق سے جھٹکا دیا اور اس شرعی عمل سے اس کو دور کردیا جو اس کے نفس کا تزکیہ کرتا اورجس پر اس کا پروردگار اس کو جزاوثواب عطا کرتا .

تنبیہ: برادر مسلم !آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو عبادت کتاب وسنت سے مشروع ہے یعنی جس کے لئے اللہ ورسول کا حکم ہے کبھی کبھی اس میں بدعت خواہ اس کی کمیت میں یا اس کی کیفیت یا زمان ومکان مین داخل ہوجاتی ہے ، اوروہ اس عبادت کرنے والے کے عمل کو غارت کردیتی ہے اوراس کو ثواب سے محروم کردیتی ہے ،یہاں پر ہم آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتے ہیں " ذکراللہ " اللہ کے ذکرکی یہ ایک عبادت ہے جوکتاب وسنت سے مشروع ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے (یاأیہا اللذین آمنوا أذکروااللہ کثیرا) "اے ایمان والو!اللہ کا کثرت سے ذکر کرو" اور رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ " اس شخص کی مثال جو رب کا ذکر کرتا ہے اور جوذکر نہیں کرتا،زندہ اورمردہ کی مثال ہے "(بخاری)(۱)

اور اس کی مشروعیت کے باوجود بہت سے لوگوں کےیہاں اس میں بدعت داخل ہوگئی ہے ، اور اس بدعت نے ان کے ذکر کو تباہ کردیا اوران کو اسکے ثمرہ اور فائدہ یعنی تزکیہ نفس ، صفائے روح اور اس پر چلنے والے اجروثواب اورخوشنودی الہی سے ان کو محروم کردیا ، کیونکہ بعض لوگ غیر مشروع الفاظ سے ذکر کیا کرتے ہیں مثلاً "اسم مفرد" اللہ،اللہ ، اللہ،یاضمیر غائب مذکر ھو ،ھو ،ھو سے ذکر کرنا ، اور بعض لوگ دسیوں مرتبہ حرف نداء کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے ہیں ، اوراس سے کچھ سوال ودعا نہیں کرتے ، اس طرح جیسے یا لطیف ،یا لطیف ،یالطیف اور بعض آلات طرب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں ،اور بعض لوگ الفاظ مشروعہ مثلاً " لاإلہ إلا اللہ " کے ساتھ ہی ذکرکرتے ہیں لیکن جماعت بناکر ایک آواز کرتے ہیں یہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جس کو شارع نے نہ خودکیاہے، نہ اسکے کرنے کا حکم دیا ہے،

---

(۱) اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں "اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے ، اور اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا ، زندہ اور مردہ کی مثال ہے .

اورنہ اسکی اجازت دی ہے، ذکر تو ایک فضیلت والی عبادت ہے لیکن اس کی کمیت اور کیفیت اورہیئت وشکل میں جو بدعت داخل ہوگئی اس کی وجہ سے اس کا کرنے والا اس کے اجروثواب سے محروم ہوگیا ،

اب آخر میں معززقارئین کے سامنے اس مفید مقدمہ کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے عرض کررہا ہوں کہ :بندہ جس عمل کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے تاکہ دنیا میں فضائل نفس کی تکمیل اور اپنے معاملہ کی درستگی کرلینے کے بعد آخرت میں اللہ کے عذاب سے نجات پائے اور اس کے قرب میں دائمی نعمت سے سرفراز ہو، وہ عمل اورعبادت وہی ہوسکتی ہے جو مشروع ہو ، اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں جس کا حکم فرمایا ہو، یا اپنے رسول ﷺ کی زبانی جس کی ترغیب دی ہو اور یہ کہ مومن اس کو صحیح طریقہ سے ادا کرے اور چاروں حیثیات یعنی کمیت و کیفیت اور زمان ومکان کی رعایت کرے اور ساتہ ہی اس میں اللہ تعالی کے لئے اخلاص بھی ہو، پس اگر عبادت کی مشروعیت وحی الہی سے ثابت نہیں ہے تو وہ بدعت اور ضلالت ہے، اور اگر مشروع ہے لیکن اس کی ادائیگی میں خلل اور رخنہ ہے کیونکہ اس میں اس کی چاروں حیثیات کی رعایت نہیں ہے یا اس میں بدعت داخل ہوگئی ہے تو بھی وہ قربت فاسدہ اور عبادت فاسدہ ہے ،اور اگر اس میں شرک کی آمیزش ہوگئی تو پھر وہ غارت ہوجانے والی اوربالکل باطل عبادت ہے جس سے نہ کوئی راحت پہنچ سکتی ہے، اور نہ وہ کوئی بلا اور مصیبت دور کرسکتی ہے، والعیاذ باللہ .

مفید تکملہ

سنت اوربدعت کا بیان

بدعت کی تعریف سے پہلے سنت کی تعریف ضروری ہے کیونکہ سنت کا تعلق فعل اور عمل سے ہے اور بدعت کا تعلق ترک سے ہے اور فعل ترک پر مقدم ہوتا ہے ،نیز سنت کی تعریف سے بدعت کی تعریف بھی بدیہی طور پر معلوم ہوجائے گی .

سنت کیا ہے : سنت کے معنی لغت میں "طریقہ متبعہ "(وہ طریقہ جس کی پیروی کی جائے) اس کی جمع "سنن" ہے اور شریعت میں سنت سے مراد وہ اچھے طریقے ہیں جن کو رسول ﷺ نے اپنی امّت کے لئے اللہ کے حکم سے مشروع فرمائے ہیں . نیز وہ آداب وفضائل جن کی آپ نے ترغیب دی ہے تاکہ ان سے آراستہ ہوکر کمالات وسعادت حاصل ہو، پس اگر وہ سنت ایسی ہے کہ آپ نے اس کے انجام دینے اور اس کی پابندی کا حکم فرمایا ہے تو وہ ان سنن واجبہ میں سے ہے جن کا ترک کرنا مسلمان کو جائز نہیں ہے ، ورنہ تو وہ سنن مستحبہ ہیں جن کے کرنے والے کو ثواب ہوگا اور اس کے ترک کرنے والے کو عقاب نہ ہوگا

یہ بھی جان لینا چاہئے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کے قول سے سنت کا ثبوت ہوتا ہے ، اسی طرح آپ کے فعل اورتقریر(یعنی آپ کے سامنے کسی نے کوئی فعل کیا اور آپ اس پر خاموش رہے)سے بھی ثابت ہوجاتی ہے ، نبی کریم ﷺ نے جب کوئی فعل کیا اور پابندی کے ساتھ اس کو بار بار آپ کرتے رہے تو وہ فعل امت کے لئے سنت ہو جائیگا مگر یہ کہ کسی کو دلیل سے یہ معلوم ہوجائے کہ یہ فعل آپ کی خصوصیات میں سے ہے ، مثلاً آپ کا متواتر روزے رکھنا ، اور اگر آپ نے صحابہ کے درمیان کوئی چیز دیکھی یا سُنی اور وہ چیز کئی مرتبہ ہوئی اور آپ نے اس کی نکیر نہیں فرمائی تو وہ بھی سنت ہوجائے گی ، کیونکہ آپ نے اس کی تقریر اورتثبیت فرمادی ، لیکن اگریہ فعل اور دیکھنا اورسننا باربار نہ ہو تو یہ سنت نہ ہوگا کیونکہ "سنت"کا لفظ تکرار سے مشتق ہے اور غالباً وہ "سنّ السکّین" (یعنی

چھری کو دھاربنانے والے اوزار پر باربار رکھا یہاں تک کہ وہ دھار والی ہوگئی) سے ماخوذ ہے .جو کام آپ ﷺ نے ایک بار کیا اور پھر دوبارہ اسکو نہیں کیا اوروہ فعل سنت نہیں ہوا اسکی مثال یہ ہے کہ آپ نے بغیر کسی عذر سفر یا مرض یا بارش کے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نماز کو جمع کرکے پڑھا ،اسی لئے یہ تمام مسلمانوں کے نزدیک قابل اتباع سنت نہیں ہے ، جو کام آپ کے سامنے ایک مرتبہ کیا گیا اورآپ اس پر خاموش رہے اوراس کو برقرار رکھا ، جس کی وجہ سے وہ ایسی سنت نہ قرارپائی جس پر مسلمان عمل کریں ، اس کی مثال یہ واقعہ ہے کہ:" ایک عورت نے منت مانی کہ اگر اللہ تعالی نے رسول ﷺ کو سفر سے سلامتی کے ساتھ واپس لایا تو وہ اس خوشی میں اپنے سرپر دف رکھ کر بجائے گی -چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا" (ابوداودوترمذی)اور رسول ﷺ نے اسکو نہ روک کراس کو برقرار رکھا لیکن یہ ایک ہی بار ہوا اس لئے یہ عمل سنت نہیں قرار پایا ، کیونکہ یہ باربار نہیں ہوا-

اور اسکی مثال کہ جو رسول ﷺ نے باربار کیا ہو اوروہ بلاکسی نکیر کے سنت بن گیا جس پر مسلمان عمل کرتے ہیں وہ فرض نماز کے بعد صف کے سامنے آپ ﷺ کا اپنا چہرہ کرکے بیٹھنا ہے ، آپ ﷺ نے بیٹھنے کی اس ہیئت کا حکم نہیں فرمایا ، لیکن آپ نے اسکو کیا اور سینکڑوں بار کیا ، اسلئے یہ ہر امام جو لوگوں کونمازپڑھائے اس کے لئے سنت بن گیا .

اوراسکی مثال کہ جس کو آپ نے باربار دیکھا اور سنا ، اوراس کو برقرار رکھا اس لئے وہ عمل سنت ہوگیا ، جنازہ کے آگے اور اس کے پیچھے چلنا ہے ، کیونکہ آپ ﷺ صحابہ کو دیکھتے تھے کہ بعض حضرات جنازہ کے پیچھے چل رہے ہیں اور بعض اس کے آگے ، اور آپ نے یہ باربارديکھا ، اور خاموش رہے ، اس طرح اس عمل کو برقرار رکھا ، اس لئے جنازہ کے پیچھے اوراس کے آگے چلنا ایک سنت بن گیا جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے .

میرے بھائی !جیساکہ بیان ہواکہ یہی سنت ہے اس کو ہمیشہ یا د رکھو اوراسی کے ساتھ چاروں خلفائے راشدین ، حضرت ابوبکر ،حضرت عمر ،حضرت عثمان،حضرت علی رضی اللہ عنہم أجمعین کی سنت کو بھی ملالو ،کیونکہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہےک(فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین من بعدی عضوا علیہا بالنواجذ)(ابوداود ترمذی) "تمہارے اوپر میری سنت اورمیرے بعد خلفائے راشدین کی لازم ہے اس کو دانت سے پکڑلویعنی مضبوطی سے "

بدعت :اب رہی بدعت تو یہ سنت کی نقیض اور ضد ہے جو (ابتدع الشیء) "بغیر کسی پہلی مثال کے کوئی نئی چیز نکا لنا"سے مشتق ہے اور شریعت کی اصطلاح میں ہر اس چیز کو بدعت کہتے ہیں جس کو اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں یا اپنے رسول ﷺکی زبان سے مشروع نہ فرمایاہو ، خواہ وہ عقیدہ ہو یا قول یا فعل ہو اورآسان عبارت میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ بدعت ہروہ چیز ہے جو رسول ﷺاورآپ کے صحابہ کے زمانہ میں دینی حیثیت سے نہ رہی ہو کہ اس کے ذریعہ اللہ کی عبادت اوراسکا قرب حاصل کیا جاتا ہو ، خواہ عقیدہ ہویاقول وعمل اورخواہ اس کو کتنا ہی تقدس دینی اور قربت وطاعت کا رنگ دیا گیا ہو .

اب ہم بدعت اعتقادی ،بدعت قولی ، اوربدعت عملی میں سے ہر ایک کی مثال دے کر بدعت کی حقیقت واضح کریں گے . واللہ یہدی من یشاء إلی صراط مستقیم.

بدعت اعتقادی : بہت سے مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اولیاء اللہ کا بھی اس دنیا سے متعلق ایک انتظامی نظام ہے جو "خفیہ حکومت" سے بہت زیادہ مشابہ ہے جس کے ذریعہ معزولی وتقرری ،عطا ومنع ، ضررونفع کے کام انجام پاتے ہیں اوریہ لوگ اقطاب وابدال کہلاتے ہیں اوربہت مرتبہ ہم نے لوگوں کو اس طرح فریاد کرتے سنا کہ اے انتظام عالم سے تعلق رکھنے والے مردان خدا! اوراے اصحاب تصرف!

اسی طرح یہ اعتقاد کہ اولیاء کی ارواح اپنی قبروں میں ان لوگوں کی شفاعت کرتی ہیں اوران کی ضروریات پوری کرتی ہیں جو ان کی زیارت کو جاتے ہیں ، اسی واسطے وہ لوگ ان کے پاس اپنے مریضوں کو لے جاتے ہیں تاکہ ان سے شفاعت کروائیں ، وہ لوگ

کہتے ہیں کہ " جو شخص اپنے معا ملات سے تنگ اور عاجز آگیا ہوتو اس کو اصحاب قبور کے پاس آنا چاہئے "(موضوع حدیث) اسی طرح یہ عقیدہ کہ اولیاء اللہ غیب کی باتیں جانتے ہیں اورلوح محفوظ میں دیکھ لیتے ہیں اور ایک قسم کا تصرف کیا کرتے ہیں ، خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ اسی لئے وہ ان کے لئے محفلیں قائم کرتے ہیں ' اورنذرونیاز پیش کرتے ہیں اورخاص خاص رسومات کے ساتھ ان کا عرس مناتے ہیں –

یہ اوراس طرح کی بہت سی اعتقادی بدعتیں ہیں ، جو رسول ﷺ کے زمانے میں موجود نہیں تھیں ، اورنہ صحابہ کے زمانہ میں ، اورنہ ان تینوں زمانوں میں جس کے صلاح وخیرکی رسول ﷺکی اس حدیث میں شہادت آئی ہے (خیر القرون قرنی ثم اللذین یلونہم ثم اللذین یلونہم)(بخاری و مسلم) "یعنی بہترین زمانہ میرازمانہ ہے ،پھر ان لوگوں کا جو ان سے متصل ہیں پھر ان کا جو ان سے متصل ہیں"

بدعت قولی: اس کی مثال اللہ تعالی سے اس طرح سوال کرنا ہے کہ اے اللہ! بجاہ فلاں اوربحق فلاں ہماری دعا قبول فرمالے ، اس طرح دعا کرنے کی عام عادت ہوگئی ہے ، جس میں چھوٹے ،بڑے اول وآخر اورجاہل وعالم سب مبتلا ہیں ، اس کو لوگ بہت بڑا وسیلہ سمجھتے ہیں ، کہ اس پر اللہ تعالی وہ چیزیں عطا فرماتے ہیں ، جو دوسرے طریقہ سے نہیں عطافرماتے ، اس وسیلہ کے انکارکی کوئی کوشش جرأت بھی نہیں کرسکتا ، کیونکہ ایسا شخص دین سے خارج اوراولیاء وصالحین کا دشمن سمجھا جاتا ہے جب کہ یہ بدعت قولیہ جس کا نام وسیلہ ہے رسول ﷺاورسلف صالح کےعہد میں موجود نہ تھی ، اورنہ کتاب وسنت میں اس کا کوئی ذکر ہے،اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ درست بات یہ ہے کہ فرقہ باطنیہ کےغالی بددین لوگوں نے اس کو ایجاد کیا تاکہ اس طرح وہ مسلمانوں کو ان مفید اورنافع وسائل سے روک دیں جن سے مسلمانوں کی پریشانیاں دوراوران کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں ، جیسے نماز وصدقہ ، اور ادعیہ واذکار ماثورہ وغیرہ.
اسی بدعت قولی میں سے وہ بھی ہے جو اکثر متصوفین کے یہاں متعارف ہے ، یعنی ذکر کے حلقے قائم کرنا ، کبھی ھو ، ھو،ھی، ھی، کےالفاظ سے اور کبھی اللہ ،اللہ کے الفاظ سے ، اورکھڑے ہو کر اپنی

پوری بلند آواز سے ، اسی طرح ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض بے ہوش ہو جاتےہیں اور یہاں تک کہ بعض خلاف شرع باتیں کرنے لگتے ہیں اورکفر بکنے لگتے ہیں، انہی میں سے ایک شخص نے اپنے بھائی کو قتل کردیا تھا اوراسے یہ خبر نہ تھی کہ وہ چھری کہاں ماررہا ہے.
اسی طرح مد حیہ قصائد واشعار کا بے ریش لڑکوں اورداڑھی منڈوں کی آوازسے سننا اور عودومزامیر اور دف کا سننا ہے ، یہ اور اس طرح کی قولی بدعات بہت ہیں ، حالانکہ اللہ کی قسم!یہ ساری چیزیں رسول ﷺ کےزمانہ میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں نہیں تھیں ، بلکہ یہ سب زندیقوں ، دین اسلام میں تخریب پیدا کرنے والوں اورامت محمدیہ میں فساد پیدا کرنے والوں کی ایجاد ہے تاکہ مسلمانوں کو مفید اورنافع شئے سے مضر چیز کی طرف اور حقیقت وسنجیدگی سے لہوولعب کی طرف متوجہ کردیں

بدعت فعلی: اس کی مثال قبروں پر عمارت بنانا ہے اور خاص طور سے ان لوگوں کی قبروں پر جن کی نیکی اور بزرگی کے معتقد ہیں اور ان کی قبروں پر گنبد بنانا اور ان کی زیارت کے لئے سفر کرنا اور وہاں مقیم ہونا، اور انکے پاس گائے اوربکری ذبح کرنا ، اور وہاں کھانا کھلانا ، یہ ساری چیزیں رسول ﷺ اورصحابہ رضی اللہ عنہم کے یہاں معروف نہ تھیں ، اوراسی طرح ایک بدعت مسجد حرام اور مسجد نبوی سے الٹے پاؤں نکلنا ہے تاکہ خانہ کعبہ یا قبرنبوی کی طرف نکلتے وقت اس کی پشت نہ ہو ، یہ بھی بدعت فعلی ہے ، جو امت کے قرون اولی میں نہ تھی ،لیکن اس کو تشدد پسند لوگوں نے ایجاد کیا ، اسی طرح اولیاء کی قبور کے اوپر لکڑی کے تابوت رکھنا اوراس کو لباس فاخرہ پہنانا اورخوشبو لگانا ، اورچراغاں کرنا بھی بدعت ہے –

معززقارئین! یہ اعتقاد اور قول وعمل کی بدعات کی چند مثالیں ہیں جن پر عبادات کی چھاپ پڑگئی ہے ، اسی طرح معاملات کے اندر بھی بدعات پیدا ہوگئی ہیں ، مثلاً زانی کے اوپر زنا کی حد قائم کرنے کے بجائے قید میں ڈال دینا ، اسی طرح چور کے اوپر چوری کی حد جاری کرنے کے بجائے قید میں ڈال دینا ، اورمثلاً گھروں ،سڑکوں ، اور

بازاروں میں گانوں کا رواج دینا ، کیونکہ اس طرح کی بیہودہ ،طرب انگیزیاں اور مدح خوانیاں اس امت کے قرون اولی میں نہ تھیں ، اورانہی عملی بدعات میں سے سود کی منصوبہ کاری اور اسکا اعلان نیز اس کا انکار نہ کرنا ہے ، اور اسی طرح عورتوں کا بے پردہ نکلنا اور عام وخاص مقامات میں گھومنا پھرنا اور مردوں کے ساتھ ان کا اختلاط ہے ، یہ ساری چیزیں بدترین بدعات ہیں اور امت اسلامیہ کو انحطاط وزوال کے خطرہ سے دوچار کرنے والی چیزیں ہیں ، جس کے آثاربھی ظاہر ہوگئے ہیں جس کے لئے کسی دلیل وحجت کی ضرورت نہیں ، ولا حول ولا قوة إلاباللہ.العظیم (۱)

---

(۱) اگریہ کہا جائے کہ ہم نے یہاں لاحول الخ کیوں کہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ غم دور کرنے کے لئے کیونکہ حضر ت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "لاحول ولا قوة إلا باللہ" ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جن میں سب سے آسان غم ہے ،(رواہ ابن ابی الدنیا وحسنہ السیوطی .

بدعت اور مصالح مرسلہ کے درمیان فرق

برادران محترم! آپ کومعلوم ہونا چاہئے کہ تشریع اسلامی ، جو صرف اللہ تعالی اور اس کے رسولﷺکا حق ہے ، جو نافع اور نفس کا تزکیہ کرنے والا روح کو پاک کرنے والا ،مسلمان کو دنیا وآخرت کی سعادت وکمال دینے والا ہے ، اس کے اندر کچھ لوگوں نے بدعت حسنہ کے نام سے مسلمانوں کے لئے ایسی بدعات ایجاد کیں جن کے ذریعہ انہوں نے سنتوں کو مردہ کردیا و اورقرآن وسنت والی امت کو بدعت کے سمندر میں غرق کردیا ،جس کے سبب امت اسلام کے اکثرلوگ طریق حق اور راہ ہدایت سے ہٹ گئے اور باہم لڑنے جھگڑنے والے مذاہب پیدا ہوگئے ، اورمختلف راستے اور طریقے نکلے ، جو اس امت کے انحراف کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے . اس کا سبب بدعت کو اچھا سمجھنا ہے ، اور بدعت کو حس قراردینا ہے ، ایک شخص چند بدعات ایجاد کرتا ہے جو سنن ہدی کے خلاف ہیں اورکہتا ہے کہ یہ حسن اوراچھی ہیں وہ اپنی بدعت کو رواج دیتے وقت کہتا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے ، تاکہ یہ بدعت مقبول ہو جائے اور اس پر عمل کیا جانے لگے ، حالانکہ ایسا کہنا رسول ﷺکے ارشاد کے خلاف ہے ، آپ نے فرمایا (کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار)"ہربدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے"

افسوس ہے کہ بعض اہل علم اس تضلیل سے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺکے حق تشریع میں کھلی زیادتی ہے دھوکہ کھا گئے، اور انہوں نے کہا کہ بدعت میں شریعت کے پانچوں احکام یعنی وجوب ،ندب ،اباحت ، کراہت اورحرام جاری ہوں گے ، لیکن امام شاطبی رحمہ اللہ نے اس کو سمجھا ، اورمیں یہاں پر بدعت کی اس تقسیم پر امام شاطبی رحمہ اللہ کی تردید اوربدعت حسنہ کے وجود کے انکار کی تقریر پیش کرتا ہوں ، وہ فرماتے ہیں :

" بدعت کی تقسیم سیئہ اور حسنہ کی طرف اورپانچوں احکام (وجوب ندب اباجت کراہت حرمت) کا ان پر جاری کرنا ایک گھڑی ہوئی بات ہے جس کی کوئی دلیل شرعی نہیں ، بلکہ اسکا رد خود اس کے اندر موجود ہے ، کیونکہ بدعت کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہوا کرتی ، نہ نصوص شرع سے اورنہ قواعد شرع سے ، اسلئے کہ اگر وہاں کوئی دلیل شرعی اس کے وجوب یا ندب یا اباحت کی ہوتی تو پھر وہ بدعت نہ ہوتی اوروہ عمل ان اعمال میں داخل ہوتا جن کا حکم دیا گیا ہے یا جن کا اختیار دیا گیا ہے ، لہذا ان اشیاءکو بدعت بھی شمار کرنا ارو اسکے وجوب یا ندب یا اباحت کی دلیل کا بھی ہونا اجتماع متناقضین ہے "(۱)

محترم قارئین! آپ نے دیکھا کہ امام شاطبی رحمہ اللہ نے بدعت کے حسنہ ہونے کا کس طرح انکار کیا ہے اوررسول ﷺ اسکے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ گمراہی ہے اور اس شخص پر کس طرح نکیر فرمائی جس کا یہ گمان ہے کہ بدعت پر پانچوں احکام جاری ہوتے ہیں (۲)
یعنی یہ کہ بدعت واجب ہوتی ہے یا مندوب ہوتی ہے ،یا مباح ہوتی ہے یا مکروہ ہوتی ہے یا حرام ہوتی ہے ، کیونکہ بدعت تو وہ ہے جس پر شریعت یعنی کتاب وسنت اوراجماع وقیاس کی کوئی دلیل نہ ہو ، اگر اس پر کوئی دلیل شرعی ہو تو وہ دین وسنت ہوگی نہ کہ بدعت ، اس کو خوب سمجھ لو !

اب اگر یہ کہو کہ قرافی جیسے جلیل القدر علماء اس غلطی میں کیسے پڑگئے اورانہوں نے بدعت میں پانچوں احکام کے جاری ہونے کو کیسے کہہ دیا ؟ تو میں جواب میں عرض کروں گا کہ اس کا سبب غفلت ہے اور بدعت کے ساتہ مصالحہ مرسلہ کا اشتباہ اور التباس ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ :

" مصالح مرسلہ "میں "مصالح" مصلحۃ" کی جمع ہے جس کے معنی ہیں وہ چیزجو خیر لائے اور ضرر کو دور کرے اورشریعت میں اس کے ثبوت یا نفی کی کوئی دلیل نہ ہو اور یہی "مرسلہ" کے معنی ہیں کہ شریعت میں اس کے اعتبارکرنے کی یا اس کو لغو اور اس کی نفی

---

(۱) "(الموافقات ج/۱ص/۱۹۱) (۲) اسکو قرافی رحمہ اللہ نے "الفروق" میں نقل کیا ہے اورافسوس کہ وہ بھی فریب کھا گئے

کی کوئی قید نہ ہو ، اسی لئے بعض علماء نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ " مصالح مرسلہ "ہر وہ منفعت ہےجو شریعت کے مقاصد میں داخل ہو بدون اسکے کہ اس کے اعتبار یا الغاء (لغو قراردینے) کا کوئی شاہد اوردلیل ہو " اورشریعت کے مقاصد میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت جلب منافع اور دفع ضرر کی بنیاد پر قائم ہے ، تو جس چیز سے مسلمان کو خیر پہنچے اورشر دور ہو مسلمان کے لئے اسکا استعمال جائز ہے ،بشرطیکہ شریعت نے اس کو کسی ظاہری یا پوشیدہ فساد کی وجہ سے لغو اورباطل قرارنہ دیا ہو"

چنانچہ کسی عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ مادی منفعت حاصل کرنےکےلئے زنا کرے اس لئے کہ اس وسیلہ کو جو منفعت کےمثل ہے شارع نےلغو اورباطل کردیا ہے ، اسی طرح مرد کو یہ حق نہیں ہے کہ جھوٹ یا خیانت یا سود کے ذریعہ اپنا کوئی ذاتی مقصد پورا کرے یا دولت حاصل کرے کیونکہ ان مصلحتوں اورمنفعتوں کو شریعت نے لغو اور باطل کردیا ہے اورانکا اعتبارنہیں کیا ہے کیونکہ یہ شریعت کے بڑے مقاصد یعنی روح اور جسم کی سعادت کے منافی ہیں .

شارع نے جن چیزوں کا اعتبار کیا ہے اس میں سے بھنگ کی تحریم ہے .کیونکہ اگرچہ اس کی تحریم کی نص نہیں ہے لیکن وہ تحریم شراب میں داخل ہے ،اس لئے یہ نہیں کہا جائے گا کہ بھنگ کی حرمت مصالح مرسلہ میں سے ہے ، کیونکہ شارع نے شراب کو حرام کردیا ، کیونکہ اس میں ضرر اور نقصان ہے ،اور بھنگ بھی اسی طرح ہے اس لئے وہ شرعی قیاس سے حرام ہے ، اس مصلحت کی وجہ سے نہیں کہ اس کی وجہ سے مسلمان سے شر دفع ہورہا ہے ، اور اسی قبیل سے مفتی کا مال دار شخص پر کفارہ میں روزہ کا لازم کرنا ہے ، کیونکہ غلام آزاد کرنا ،یا کھانا کھلانا اس کے لئے آسان ہے ، اس لئے مصلحت شرعیہ کی طرف نظر کرتے ہوئے کہ اس کی بے حرمتی کی مالدارلوگ جرأت نہ کریں ، مالداروں پر روزہ ہی لازم کردیا جائے ، تو یہ مصلحت باطل ہے، اس لئے کہ شارع نے اس کے لغو کرنے کا اعتبار کیا ہے اور مصالح مرسلہ وہ ہیں کہ شریعت نے نہ اس کا اعتبار کیا ہو اورنہ اس کو لغو کیا ہو ،اوریہاں پر شارع نے اس کو لغو قراردیا ہے کیونکہ روزہ کی اجازت اسی وقت دی ہے جب عتق یا اطعام سے عاجز ہو ، اللہ تعالی کا ارشاد ہے : ûüÂ» ¡ B ÍŽ ³ ã â$èÔ] ÿç»ÿ3ù

`Jù p7‰‘ ãfìtB ﺭ& óOgèqó Ï ﺭ& ÑaŠîd bqßëÖè$B Ẍ™ ﺭ& ôB

#Œ) Ñaï»J ﺭ& ä•y. 7Ï°Œ Q$ﺭ& pW»=0 ã$‹Ã ù %gÅ óO©

ÓOgŸ=m ﴾المائدة:۸۹] "پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کا کھلانا ہےاس درمیانہ درجہ سے جس سے تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا ان کو کپڑا دینا ہے ، یا گردن (غلام) آزاد کرنا، پس جو نہ پائے تو تین دن کا روزہ رکھنا، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا لو "

اور کفارہ یمین ہی کی طرح رمضان کے دن میں جماع کرنے کا کفارہ بھی ہے ، لہذا مفتی کویہ حق نہیں ہےکہ عتق یا اطعام کو چھوڑ کر روزے کا فتوی دے ،

محترم قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ مصالح مرسلہ اور وہ چیز جس کا نام بدعت کے جاری کرنے والوں نے بدعت حسنہ رکھا ہے ، یہ ضرورت اورحاجیات اورتحسینات میں ہوا کرتی ہے،

ضروریات سے مراد وہ چیزیں ہیں ، جو فرد یا جماعت کی زندگی کے لئے ضروری اورناگزیر ہیں، اورحاجیات سے مراد وہ چیزیں ہیں جو فرد یا جماعت کی حاجت کی ہوں اگرچہ ان کے لئے ضروری اورناگزیرنہ ہوں ، اورتحسینات سے مراد صرف جمالیات وزینت اورآراستگی کی چیزیں ہیں ، نہ وہ ضروری اورناگزیرہیں اورنہ ان کی حاجت ہی ہے ، مثال کے طور پرعرض ہے ،حصر مقصود نہیں کہ جیسے مصحف شریف کی کتابت اور قرآن مجید کے جمع وتدوین کا کا م جو حضرت ابوبکرصدیق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے عہد میں ہوا تو یہ عمل بدعت نہیں ہے (۱) ،بلکہ یہ مصالح مرسلہ کے باب سے ہے ، کیونکہ کمی اورزیادتی سے قرآن کی حفاظت اور قرآن کی پوری پوری حفاظت مسلمانوں پر واجب ہے ، تو جب ان کو قرآن کے ضائع ہوجانے کا خوف اورخدشہ ہو ا تو انہوں نے اس کا وسیلہ اورذریعہ تلاش کیا جس سے یہ مقصد حاصل ہو تو اللہ تعالی نے ان حضرات کو اسکے جمع وتدوین اوراسکی کتابت کی رہنمائی فرمائی ،

----

(۱) مزید برآں یہ خلفائے راشدین کی سنت بھی ہے جن کے اتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے

اس لئے ان حضرات کا یہ عمل مصلحت مرسلہ ہے کیونکہ شریعت میں نہ اس کے اعتبارکی دلیل ہے اورنہ اس کے الغاء کی بلکہ وہ مقاصد عامہ میں سے ہے اب اسکے بعد بھی کیا کوئی یہ کہ سکتا ہے کہ یہ بدعت حسنہ یا بدعت سئیہ ہے ، نہیں !بلکہ یہ مصالح مرسلہ ضروریہ میں سے ہے .

اورمصالح مرسلہ حاجیہ کی مثال :مسجد میں قبلہ کی طرف محراب بنانا ہے .کیونکہ رسول ﷺ کے زمانہ میں مسجدوں میں محراب نہیں ہوتے تھے ، جب اسلام پھیلا اورمسلمانوں کی کثرت ہوگئی اور آدمی مسجد میں داخل ہونے کے بعد قبلہ کی جہت معلوم کیا کرتا تھا ،اورکبھی کوئی شخص نہ ملتا جس سے وہ معلوم کرے تو وہ حیرت میں پڑجاتا اس لئے ضرورت پیش آئی کہ مسجد میں قبلہ کی طرف محراب بنایا جائے جس سے اجنبی کو قبلہ معلوم ہوجائے ،

اور اسی کے مثل نماز جمعہ میں اذانِ اوّل کی زیادتی ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کی کیونکہ جب مدینہ بڑا ہوگیا اوراسلام کا دارالحکومت ہوگیا اوراس کی آبادی اوربازاربہت وسیع ہوگئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ رائے ہوئی کہ وقت سے پہلے اذان دے دی جائے تاکہ خرید وفروخت کی غفلت میں جولوگ پڑے ہوئےہیں وہ باخبراورمتنبہ ہوجائیں ، اسکے بعد جب لوگ آجاتے اوروقت ہو جاتا اور مؤذن اذان دیتا، توآپ کھڑے ہوکرخطبہ دیتے اورنماز پڑھاتے ، اس لئے یہ بدعت نہیں ہے ، کیونکہ اذان نماز کے لئے مشروع ہے.

اورکبھی کبھی فجرکی نمازکے لئے بھی دو اذانیں دی جاتیں ، لیکن یہ بھی مصالح مرسلہ میں سے ہے ، جس میں مسلمانوں کا نفع ہے ، اگر چہ یہ ان کی ضروریات سے نہیں ہے لیکن یہ ان کو فائدہ پہنچاتی ہے کہ نماز جو ان پر واجب ہے اس کے وقت کے قریب ہونے پر تنبیہ کرتی ہے ، اور چونکہ شریعت میں مسئلہ محراب یا مسئلہ اذان کے اعتبار یا الغاء کی کوئی دلیل اورشاہد نہیں ہے ، اور دونوں مسئلے مقاصد شرع میں داخل ہیں اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ مصالح مرسلہ میں سے ہیں پہلی تو حاجیات (ضرورتوں) کے قبیل سے ہے اوردوسری تحسینات کے قبیل سے .

اورانہی مصالح مرسلہ میںسے جس میں بعض اہل علم غلطی میں پڑگئے اورانہون نے کہا کہ یہ بدعت حسنہ ہے اوراس پربہت سی بدعات ممنوعہ کو قیاس کرلیا ، مسجد میں مناروں اوراذان گاہوں کا

تعمیرکرنا ہے تاکہ مؤذن کی آواز شہراوردیہات کے اطراف تک پہنچے، جس سے لوگوں کو وقت کے ہوجانے کا یا وقت قریب ہونے کا علم ہوجائے ، اور اذان گاہوں ہی کی طرح امام کا خطبہ اس کی قرأت اورنماز کی تکبیرات سننے کے لئے لاؤڈ اسپیکر لگانا ہے ، اوراسی طرح مکاتب میں حفظ قرآن کے لئے اجتماعی قرأت اورتلاوت ہے (۱) یہ ان مصالح مرسلہ میں سے ہے کہ شارع نے جس کے اعتبارکی یا الغاء کی شہادت نہیں دی ہے لیکن یہ مقاصد عامہ کے تحت داخل ہے ، اسلئے کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں حاصل ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اورپھر اس پر اس بدعت کو قیاس کرے جس کو رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے ،آپ ﷺکا ارشاد ہے (إیاکم ومحدثات الأمور فإن کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة) " تم (دین میں)نئی ایجاد کردہ چیزوں سے بچو،اسلئےکہ ہرنئی نکالی ہوئی چیز بدعت ہے اورہربدعت گمراھی ہے ".

قاری محترم! خلاصہ یہ ہےکہ مصالح مرسلہ اورہیں اوربدعت محدثہ اور، مصالح مرسلہ بالذات مقصود ومطلوب نہیں ہوتیں بلکہ کسی واجب کی حفاظت یا اس کی ادائیگی کے وسیلہ کے طورپر مطلوب ہوتی ہیں یا پھر کسی مفسدہ کو دفع کرنے کے لئے ان کا ارادہ کیا جاتا ہے ،لیکن بدعت تو ایک شریعت سازی ہے ،جوشریعت الہی کے مشابہ ہے اوروہ بالذات مقصود ہوتی ہے ، اوروہ جلب منفعت یا دفع مضرت کے لئے وسیلہ نہیں ہوتی ، اوروہ تشریع جو مقصود بالذات ہو وہ صرف اللہ تعالی کا حق ہے ،کیونکہ اللہ تعالی کے سوا کوئی بھی ایسی عبادت وضع کرنے پر قادر نہیں ہے جو انسانی نفس میں تطہیر وتزکیہ کا عمل کرسکے ، انسان کبھی بھی اسکا اہل نہیں ہوسکتا ،

---

(۱) بلاد مغرب میں اس مسئلہ پر بے حد قیل وقال ہے کیونکہ تونس ،جزائر اور مراکش کے لو گ بعض نمازوں کے بعد حزب پڑھتے ہیں یعنی بیک آواز اجتماعی قرأت کرتے ہیں ، اورقرأت کی یہ ہیئت بدعت ہے .بعض اہل علم نے اس سے منع کیا ہے کیونکہ یہ بعد کی ایجاد اوربدعت ہے ، جوعہد سلف میں معروف نہ تھی ، اور بعض اہل علم نے اسکی اجازت دی ہے اسلئے کہ یہ حفظ قرآن کا وسیلہ اور ذریعہ ہے اوران لوگوں سے میں نے جو بات کہی وہ دونوں آراء کی جامع تھی وہ یہ کہ اگراس اجتماعی قرأت سے مراد تعبد اورعبادت ہے تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ محدثہ اوربدعت ہے اوراگراس سے مراد قرآن کی حفاظت ہے تاکہ وہ ضائع نہ ہو تو ان مصالح مرسلہ میں سے ہے جس کی اجازت اہل علم دیتے ہیں واللہ اعلم .

اس لئے اس کے لئے لازم ہے کہ اپنی حد میں رہے ، اور وہی طلب کرے جو اس کے لئے مناسب ہے اورجوچیز اس کے لئے مناسب نہیں ہے اس کو ترک کردے اس لئے کہ یہی اس کے لئے بہتر اورباعث سلامتی ہے

****

لفظ موالد،مولِد کی جمع ہے ،اس کے معنی اورمطلب ہر اسلامی ملک میں ایک ہی ہیں ،البتہ یہ لفظ خاص "مولد" (مولود) ہر اسلامی ملک میں نہیں بولا جاتا ،کیونکہ مغرب اقصی یعنی مراکش کے لوگ اس کو "مواسم " کے نام سے یاد کرتے ہیں ،چنانچہ کہا جاتا ہے مولائی ادریس کا موسم ، اور مغرب اوسط یعنی جزائر کے لوگ اس کو "زرد" کا نام دیتے ہیں جو "زردہ" کی جمع ہے ،چنانچہ کہا جاتا ہے "سیّدی ابو الحسن شاذلی کا زردہ" اور اہل مصر اورشرق اوسط کے لوگ اسکو "مولد" کہتے ہیں ،چنانچہ وہ کہتے ہیں "سیّدہ زینب کا مولد" یا "سید بدوی کا مولِد"

اہل مغرب اس کو "مواسم " اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لوگ اسے سال میں ایک مرتبہ کرتے ہیں، اوراہل جزائر اس کو "زردہ" اس اعتبار سے کہتے ہیں کہ اس میں وہ کھانے کھائے جاتے ہیں جو ان مذبوح جانوروں سے پکتے ہیں جو وہاں ولی کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں یا اس کے اوپر چڑھائے جاتے ہیں ، جیسی بھی اس چڑھاوا چڑھانے والے کی نیت ہوتی ہے، اوربعض لوگ اس کو "حضرۃ" کہتے ہیں یا تو اس وجہ سے کہ وہاں اس ولی کی روح آتی ہے ،خواہ توجہ اوربرکت ہی کے طورپر یا اس وجہ سے کہ وہاں یہ جشن منانے والے آتے ہیں اورقیام کرتے ہیں ، یہ تو وجہ تسمیہ تھی ، اب رہے وہ اعمال جو وھاں ہوتے ہیں ،تو وہ ہر ملک کے لوگوں کےشعور اورفقر وغناء کے اعتبار سے کیفیت اورکمیت میں مختلف ہیں ، لیکن ان میں جو چیز قدرمشترک ہے وہ درج ذیل ہے:

١-جس ولي کے لئے یہ موسم یا زردہ یا مولد یا حضرۃ قائم کیا گیا ہے اس کے لئے نزو ونیاز اورجانور ذبح کرنا .

٢- اجنبی مردوں اورعورتوں کا اختلاط

٣-رقص و سرود اورمختلف دف ومزامیر وباجے بجانا .

٤-خرید وفروخت کے لئے بازارلگانا ،لیکن یہ مقصود نہیں ہوتا ،مگر تاجرلوگ ایسے بڑے بڑے مجمعوں میں نفع اندوزی کرتے ہیں اوروہاں اپنا سامان تجارت لے جاتے ہیں جب سامان سامنے آتا ہے اورلوگ اس کو طلب کرتے ہیں تو اس طرح بازار قائم ہی ہوجاتا ہے ،مثال کے لئے منی اورعرفات کے بازار کا فی ہیں .

۵-ولی یا سیّد سے فریاد طلب کرنا اوران سے استغاثہ کرنا اور شفاعت اورمدد طلب کرنا اوراپنی ہر وہ حاجت اورمرغوب چیز مانگنا جس کا حصول دشوار ہو حالانکہ یہ شرک اکبر ہے والعیاذ باللہ.
٦-کبھی کبھی فسق وفجور اورشراب نوشی وغیرہ بھی ہوجاتی ہے لیکن یہ ہر ملک اورہر مولد میں نہیں ہوتا .
٧- حکومتیں ان مواسم کو قائم کرنے کےلئے سہولتیں فراہم کرتی ہیں ، اور کبھی کبھی مال یا گوشت یا کھانا وغیرہ دے کربھی اس میں حصہ لیتی ہیں، حتی کہ فرانس بھی مغرب کے تینوں ملکوں میں اس سلسلے میں تعاون کیا کرتا تھا ،یہاں تک کہ ٹرین کے کرایہ میں تخفیف کردی جاتی تھی،اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکومتِ مصر بھی اسی طرح کرتی ہے ، اورعجیب ترین بات اس سلسلہ میں جو ہم نے سنی ہے وہ یہ ہے کہ جنوبی یمن کی حکومت جو کہ خالِص کمیونسٹ نظریہ کی ہے وہ بھی ان موالد کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، اگر چہ یہ حوصلہ افزائی خاموشی اختیار کرکے ہو ،مجھے یہ بات خود جنوبی یمن کے لوگوں نے بتائی ،حالانکہ یہی وہ حکومت ہے جس نے تمام اسلامی عقائد ،عبادات اوراحکام کا انکارکردیا ،اوریہ اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ یہ عرس میلا د صرف اسلام کو نقصان پہنچانے ہی کے لئے اوراسکا خاتمہ ہی کرنے کے لئے ایجادکئے گئےہیں ،اور اسی سبب ان موالدومواسم اورزردہ وحضرۃ کا حکم اسلام میں بالکل او رقطعی ممانعت اورحرمت ہے ، اوریہ اس لئے کہ یہ بدعات عقیدہ اسلامیہ کوپامال کرنے اور مسلمانوں کے حالات کو تباہ کرنے کی بنیاد پر قائم ہیں ، جس کی دلیل یہ ہے کہ اہل باطل ان بدعات کی نصرت اورتعاون کرتے ہیں اوراس کے ساتھ پوری ہمنوائی کرتےہیں ، اوراگر اس میں کوئی ایسی چیز ہوتی جو روح اسلامی کو بیدار کرتی ہو یا مسلمانوں کے ضمیر کو حرکت میں لاتی ہو تو تم ان باطل حکومتوں کو دیکھتے کہ وہ ان سے جنگ اوران کے خاتمہ کے درپے ہوجاتیں.
کیا غیر اللہ سے دعا کرنا اورغیراللہ کے نام پر ذبح کرنا اوران کے لئے نزرونیاز ماننا شرک کے سوا کچھ اورہے جو باطل اورحرام ہے ، اور ان عرس ومیلاد کی محفلوں کی ساری بنیاد ہی اس پر قائم ہے اورکیا رقص وسرود اورعورتوں مردوں کا اختلاط فسق وفجور اورحرام کے سوا اور کچھ ہے ؟ یہ عرس ومیلاد اورمواسم جب ان چیزوں سے خالی نہیں تو بھلا یہ حرام کیسے نہ ہو ں گے ، اورکیا ان عرس وموالدکو

رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ اور صحابہ کے تابعین بھی جانتے تھے

؟جواب یہی ہے کہ نہیں نہیں!تو پھر جو چیزرسول ﷺ اور آپ کے

اصحاب کے زمانہ میں دین نہ رہی ہو کیا وہ اب دین ہو جائے گی ؟
اورجو چیز دین نہ ہوگی تو وہ بدعت ہوگی اور ھربدعت گمراہی ہے
اورہر گمراھی دوزخ میں لے جانے والی ہے ، امام مالک رحمہ اللہ
علیہ سے اس گانے کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کی بعض اہل
مدینہ رخصت دیا کرتے تھے ، تو آپ نے پوچھنے والے سے کہا کہ
کیا گانا حق ہے ؟.تو اس نے کہا نہیں ، تو آپ نے فرمایا حق کے بعد
گمراہی کے سوا کچھ بھی نہیں ، پس یہ موالد ومواسم بشمول ان چیزوں
کے جوان میں حق ہے ، اورجو حق نہیں ہے ،باطل ہی ہیں ، کیونکہ
حق کے بعد گمراہی کے سوا کچھ بھی نہیں .
اور اب مولود نبوی شریف سے وہ اجتماعات مراد ہیں جو مسجدوں میں
اورمالدار مسلمانوں کے گھروں میں ہوتے ہیں، جو اکثر پہلی ربیع
الأول سے بارہ ربیع الأول تک ہوتے ہیں ،جن میں سیرت نبویہ کا کچھ
حصہ پڑھا جاتا ہے ،مثلا نسب پاک ،قصہ ولادت اورحضور ﷺ کے
بعض جسمانی اوراخلاقی شمائل اورخصوصیات اورساتھ ہی بارہ ربیع
الأول کو عید کا دن مناتے ہیں ، جس میں اہل وعیال پر خرچ کرنے پر
وسعت کرتے ہیں اورمدارس ومکاتب بند کردئے جاتے ہیں اوربچے
اس دن طرح طرح کے کھیل کودکھیلتے ہیں ، یہ مولود وہ ہے جو ہم
بلاد مغرب میں جانتے تھے ،لیکن جب ہم بلاد مشرق میں آئے تو ہم
نے دیکھا کہ یہاں مولد سے مراد وہ اجتماعات ہیں جو مالداروں
اورخوشحال لوگوں کے گھروں میں مولود نبوی شریف کی یاد گارکے
طورپر منعقد ہوتے ہیں ، اوروہ ان کے یہاں ماہ ربیع الأول اوربارہ ربیع
الأول کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ،بلکہ موت وحیات یا کسی بھی نئی
بات کے موقع پر یہ محفل قائم کرلیتے ہیں .
اسکا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جانورذبح کئے جاتے ہیں کھانا تیار ہوتا ہے
دوست واحباب ورشتہ دار اورتھوڑے سے فقیر ومحتاج لوگ بھی
بلالئے جاتے ہیں ، پھر سب لوگ سننے کے لئے بیٹھتے ہیں ، ایک
خوش آوازنوجوان آگے بڑھتا ہے ، اوراشعار پڑھتا ہے اورمدحیہ
قصیدے ترنم کے ساتھ پڑہتا ہے ، اورسننے والے بھی اس کے ساتھ

صلوات پڑھتے ہیں(۱) اس کے بعد ولادت مبارکہ کا قصہ پڑھتا ھے ، اورجب یہاں پہنچتا ہےکہ حضرت آمنہ کے شکم مبارک سے آپ مختون پیدا ہوئے ،تو سب لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں اورکچھ دیررسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت آمنہ کے شکم مبارک سے پیدائش کا تخیل باندہ کر تعظیم وادب کے ساتھ کھڑے رہتے ہیں ، پھر دھونی اورخوشبو لائی جاتی ہے ، اور سب لوگ خوشبو لگاتے ہیں ، اس کے بعد حلال مشروب کے پیالےآتے ہیں ، اور سب لوگ پیتے ہیں پھر کھانے کی قابیں پیش کی جاتی ہیں ، اس کو لوگ کھا کر اس اعتقاد کے ساتھ واپس ہوتے ہیں کہ انھون نے بارگاہ الٰہی میں بہت بڑی قربت پیش کرکے اللہ کا تقر ب حاصل کرلیا ہے .

یہاں اس بات پر متنبہ کردینا ضروری ہے کہ اکثر قصیدے اورمدحیہ اشعار جو ان محفلوں میں ترنم کے ساتھ پڑہے جاتے ہیں وہ شرک اورغلو سےنہیں خالی ہوتے ،جس سے رسول ﷺنے منع فرمایا ہے جیسا کہ آپ کا فرمان ہے (لاتطرونی کما أطرت النصاری عیسی ابن مریم وإنما أنا عبداللہ ورسولہ ،فقولو ا عبداللہ ورسولہ)(بخاری ومسلم) "تم مجھے حد سے نہ بڑھانا ،جس طرح نصاری نے عیسی بن مریم کو حد سے بڑھایا ، میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں ، پس اللہ کا بندہ اوراسکا رسول کہو" اسی طرح یہ محفلیں ایسی دعاؤں پر ختم ہوتی ہیں جس میں توسل کے غیر شرعی الفاظ اورشرکیہ حرام کلمات ہوتے ہیں ، کیونکہ اکثر حاضرین عوام ہوتے ہیں ،یا اس باطل کی محبت میں غلو کرنے والے ہوتے ہیں جن سے علماء نے منع فرمایا ہے ،جیسے بجاہ فلاں اوربحق فلاں کہ کردعا کرنا والعیاذباللہ تعالی ،واللہم صل علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا.

یہ ہے وہ مولدجو اپنے ایجاد کے زمانہ یعنی ملک مظفرکے عہدسنہ ٦٢٥ھ سے آج تک چلی آرہی ہے .

اب رہا شریعت اسلامیہ میں اس کے حکم کا سوال تو اس کا فیصلہ ہم قاری کے لئے چھوڑدیتے ہیں ،کیونکہ جب اس بحث سے یہ معلوم ہوگیا کہ میلاد ساتویں صدی کی پیداوار ہے ، اورہر وہ چیز جورسو ل صلی اللہ علیہ وسلم اورصحابہ کرام کے عہد میں دینی حیثیت سے نہ رہی ہو ، وہ بعد والوں کے لئے بھی دینی حیثیت اختیار نہ کرے گی ، اورجو مولود آج لوگوں کے درمیان رائج ہے،

---

(۱) مثلا یہ شعر :- صل علیک یا علم الہدی : ما حن مشتا ق الي لقاك.

یہ رسول ﷺ اورآپ کے صحابہ کے عہد میں اورقرون مشہود لہا بالخیر میں اورساتوں صدی کی ابتداء تک جو کہ فتنوں اورآزمائشوں کی صدی تھی نہیں موجود تھا ، پھر بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟ بلکہ یہ بدعت اورگمراہی ہے کیونکہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے (إیا کم ومحدثات الأمورفإن کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالہ) (رواہ اصحاب السنن)

"کہ تم (دین میں) ہرنئی ایجاد کردہ چیز سے بچو کونکہ ہر بدعت گمراہی ہے"

حکم شرع کی مزید وضاحت کے لئے ہم کہتے ہیں کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دین میں‌نکالی ہو ئی نئی باتوں سے پرہیزکا حکم دیا ہے اوریہ بتایا ہے کہ ہر ایسی نئی چیز بدعت ہے اور ہربدعت گمراہی ہے ، اورامام مالک رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد اما م شافعی رحمہ اللہ علیہ (اوریہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابن ماجشون رحمہ اللہ سے فرمایا) سے فرمایا کہ :" کہ ہر وہ چیز جو رسول ﷺ اورآپ کے اصحاب کے زمانہ میں دین نہیں تھی ، وہ آج بھی دین نہیں بنے گی " اورفرمایا کہ: "جس نے اسلام کے اندر کوئی بدعت نکالی اوراس کو اچھا سمجھا تو اس نے یہ گمان کیا کہ محمد ﷺ نے رسالت کے پہنچانے میں خیانت کی ہے کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے ﴿ÑtÛ ø Pöx$#

N»=ŠÏ yM$Šã 9 ÅM Š Ê ‘r ÓÉJè ÏR Nä3ø‹n= æ àM ÷Jyø ?r Nä3 Yƒ Ï Nä3 9

ŠYÏ$ ﴾ المائدة :۳] " آج کے دن تمہارے لئے ،تمہارے دین کو میں نے کامل کردیا ، اورمیں نے تم پر اپنا انعام تمام کردیا اورمیں نے اسلام کوتمہارے لئے بطوردین پسند کرلیا "

اورامام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ " ہر وہ چیز جو کتاب وسنت اوراجماع کے خلاف کی جائے تو وہ بدعت ہے " توکیا مروجہ میلاد نبوی بدعت نہ ہوگا ، جب کہ وہ رسول ﷺ اورخلفائے راشدین کی سنت نہ تھی ، اورنہ سلف صالح کا عمل تھا ، بلکہ تاریخ اسلام کے تاریک دور میں اس کی ایجاد ہوئی ، جب کہ فتنے پیدا ہوچکے تھے ، اورمسلمانوں میں اختلاف پھوٹ چکا تھا ، پھر اگر ہم یہ تسلیم ہی کرلیں کہ میلاد قربت کی چیز ہے بایں معنی کہ وہ عبادت شرعیہ ہےجس سے آدمی اللہ تعالی کا قرب حاصل کرتا ہے تاکہ اللہ تعالی اس کو اپنے عذاب سے نجات دے کرجنت میں داخل کردے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اس عبادت کو مشروع کس نے کیا ، اللہ تعالی نے یا اس کے رسول ﷺ نے ؟ جواب یہ ہے کہ کسی نے نہیں ، پھر یہ عبادت کس طرح ہوسکتی ہے جب کہ اللہ اور اسکے رسول نے اس کو مشروع نہیں کیا ، یہ محال ہے ، دوسرے یہ کہ عبادت کےلئے چار حیثیتیں ضروری ہیں یعنی کمیت ومقدار ،کیفیت اورزمان ومکان ،

اورکون ان حیثیات کو ایجاد اوران کی حدبندی کرسکتا ہے ؟ کوئی نہیں ، اورجب یہ ہے تو پھر میلاد کسی بھی صورت نہ قربت ہے نہ عبادت ، اورجب یہ نہ قربت ہے اورنہ عبادت توپھر بدعت کے سوا اورکیا ہوسکتا ہے ۔۔؟؟

****

میلاد نبوی اسلام کی نظر میں

میلاد کی تعریف:

عربی زبان میں میلاد نبوی شریف اس جگہ یا اس زمانہ کو کہتے ہیں جس میں خاتم الأنبیاء ،امام المرسلین، حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے پس آپ کی جائے پیدائش (فداہ ابی وامی) ابو یوسف کا وہ گھرہےجہاں پر آج مکہ مکرمہ میں پبلک لائبریری بن گئی ہے ، اورآپ کا زمانہ پیدائش ،مشہورترین اورصحیح ترین روایت کی بناء پر ۱۲ربیع الأول عام الفیل مطابق اگست ۵۷۰ ءھے .

لغت کے لحاظ سے لفظ "مولد شریف" کا یہی مطلب ہے اوریہی معنی ہے جس کو مسلمان نزول وحی کے زمانہ سے لے کر سوا چہ صدی تک ،یعنی ساتویں صدی کی ابتداء تک جانتے رہے پھر خلافت راشدہ اسلامیہ کے سقوط اورممالک اسلامیہ کی تقسیم کے بعد اورعقائد وسلوک میں ضعف اورانحراف اورحکومت وانتظامیہ میں فساد کے ظہورکے بعد مولود شریف کی یہ بدعت ضعف و انحراف کا ایک مظہر بن کر ظاہر ہوئی ، اس بدعت کو سب سے پہلے ملک شام کے علاقہ اربل (صحیح یہ ہے کہ اربل موصل کا علاقہ ہے) کے بادشاہ ملک مظفرنے ایجاد کیا ، غفراللہ لنا ولہ ، اورمولد کےموضوع پر سب سے پہلی تالیف ابو الخطاب بن دحیہ کی ہے ، جس کا نام "التنویر فی مولد البشیرالنذیر" ہے جس کو انہوں نے ملک مظفر کے سامنے پیش کیا اوراس نے انہیں ایک ہزار اشرفیاں انعام دیں.

اس سلسلہ میں ایک لطیفہ یہ ہے کہ امام سیوطی نے اپنی کتاب "حاوی " میں ذکرکیاہے کہ ملک مظفر جو اس بدعت مولود کا موجد ہے ، اس نے اسی طرح کی محفل مولود کے ایک موقع پر دسترخوان لگوایا ، جس پر پانچ ہزار بُھنی ہوئی بکریاں اوردس ہزار مرغیاں اورسوگھوڑےاورایک لاکہ مکھن اورحلوہ کی تیس ہزار پلیٹیں تھیں ، اورصوفیاءکے لئے محفل سماع قائم کی جو ظہرسے لے کر فجر کے وقت تک جاری رہی اوراس میں رقص کرنے والوں کے ساتہ وہ خود بھی رقص کرتا رہا، بھلا وہ امت کیسے زندہ رہ سکتی ہے جس کے

سلاطین درویش ہوں ،اوراس طرح کی غلط محفلوں میں ناچتے ہوں ، إنالله وٓانا إلیہ راجعون.

اگریہ کہا جائے کہ اگریہ میلاد بدعت ہے تو کیا اس کے کرنے والے کو ان نیک اعمال کا بھی ثواب نہ ملے گا جو اس کے اندرہوتے ہیں یعنی ذکر ودعا اورکھانا کھلانے کا ؟

ہم عرض کریں گے کہ کیا ناوقت نماز پڑھنے پر ثواب ملے گا ؟ کیا بےموقع صدقہ کرنے میں ثواب ملے گا ؟ کیا نا وقت حج کرنے میں ثواب ملےگا ؟ کیا غیر کعبہ کے طواف میں ثواب ملےگا؟ کیا غیر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے میں ثواب ملےگا ؟ اگر ان سب کا جواب نفی میں ہے تو ان نیک اعمال کے متعلق بھی جو محفل میلاد کے ساتھ کئے جاتے ہیں یہی جواب ہوگا کیونکہ ان کے ساتھ بدعت لگی ہوئی ہے .

اس لئے کہ اگر وہ صحیح ہوجائے اورمقبول ہوجائے تو پھر احداث فی الدین ممکن ہوجائے گا ، حالانکہ یہ رسول ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے مردود ہے ، آپ نے فرمایا " جسنے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی نئی بات نکالی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے".

محفل میلاد کے ثابت کرنے کیلئے جو دلیلیں بیان کی جاتی ہیں وہ غیر کافی ہیں

میلاد منعقد کرنے والے جو پانچ دلیلیں دیتے ہیں ، ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں شریعت کو چھوڑ کر اتباع نفس کارفرما ہے ،دلیلیں درج ذیل ہیں :-

١- سالانہ یاد گار ہونا، جس میں مسلمان اپنے نبی ﷺ کی یادگار مناتےہیں ، جس سے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کی عظمت اورمحبت میں اضافہ ہوتا ہے

٢-بعض شمائل محمدیہ کا سننا اورنسب نبوی شریف کی معرفت حاصل کرنا ـ

٣-رسول ﷺ کی پیدائش پر اظہار خوشی ،کیونکہ یہ محبت رسول اورکمال ایمان کی دلیل ہے.

٤-کھانا کھلانا اوراسکا حکم ہے اور اس میں بڑا ثواب ہے خصوصاً جب اللہ تعالی کا شکراداکرنے کی نیت سے ہو.

٥- اللہ تعالی کا ذکر یعنی قرأت قرآن اورنبی کریم ﷺ پر درود شریف کے لئے جمع ہونا .

یہ وہ پانچ دلیلیں ہیں ، جنہیں میلاد کو جائز کہنے والے بعض حضرات پیش کرتے ہیں ، اورجیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ دلیلیں بالکل ناکافی ہیں اورباطل بھی ہیں ، کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شارع علیہ الصلوۃ والسلام سے کوئی چوک ہوگئی تھی جس کی تلافی اس طرح کی گئی ہے کہ ان چیزوں کو ان لوگوں نے مشروع کردیا ، جن کو شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے باوجود ضرورت کے مشروع نہیں کیا تھا ، اوراب قاری کے سامنے یکے بعد دیگرے ان دلیلوں کا بطلان پیش ہے .

١- پہلی دلیل، اس وقت دلیل بن سکتی ہے ، جبکہ مسلمان ایسا ہو کہ وہ نبی اکرم ﷺ کا ذکر دن بھرمیں دسیوں مرتبہ نہ کیا کرتا ہو تو اس کے لئے سالانہ یا ماہانہ یادگاری محفلیں قائم کی جائیں ، جس میں وہ اپنے نبی کا ذکرکرے تاکہ اس کے ایمان ومحبت میں زیادتی ہو ، لیکن

مسلمان تو رات اوردن میں جو نماز بھی پڑھتا ہے اس میں اپنے رسول کا ذکرکرتا ہے ، اوران پر درود وسلام بھیجتا ہے اورجب بھی کسی نماز کا وقت ہوتا ہے ، اورجب بھی نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے تو اس میں رسول ﷺ کا ذکر اورآپ پر درود سلام ہوتا ہے ، بھول جانے کے اندیشہ سے تو اسکی یاد گار قائم کی جاتی ہے جسکا ذکر ہی نہ ہوتا ہو ، لیکن جس کا ذکر ہی ذکرہوتا ہو جوبھلایا نہ جاسکتا ہو ، بھلا اس کے نہ بھولنے کے لئے کس طرح کی محفل منعقد کی جائےگی ، کیا یہ تحصیل حاصل نہیں ہے ،حالانکہ تحصیل حاصل لغو اورعبث ہے ، جس سے اہل عقل دوررہتے ہیں .

۲- نبی کریم ﷺ کے بعض خصائل طیبہ اورنسب شریف کا سننا ،

یہ دلیل بھی محفل میلاد قائم کرنے کے لئے کافی نہیں ہے ، کیونکہ آپکے خصائل اورنسب شریف کی معرفت کے لئے سال بھر میں ایک دفع سُن لینا کا فی نہیں ہے ، ایک دفع سننا کیسے کافی ہوسکتا ہے جب کہ وہ عقیدہ اسلامیہ کا جزء ہے ؟

ہرمسلمان مرد اورعورت پر واجب ہے کہ اپنے نبی ﷺ کے نسب پاک اوران کی صفات کو اس طرح جانے جس طرح اللہ تعالی کو اس کے ناموں اورصفتوں کے ساتھ جانتا ہے اوریہ وہ چیز ہے کہ جس کی تعلیم انتہائی ضروری اورناگزیر ہے ، اس کے لئے سال میں ایک مرتبہ محض واقعہ پیدائش کا سن لینا کافی نہیں ہے .

۳- تیسری دلیل بھی بالکل واہی تباہی دلیل ہے ،کیونکہ خوشی رسول ﷺ کی ہے یا اس دن کی ہے جس میں آپ کی پیدائش ہوئی ، اگرخوشی رسول ﷺ کی ہے تو ہمیشہ جب بھی رسول ﷺ کا ذکرآئے خوشی ہونی چاہئے ، اورکسی وقت کے ساتھ خاص نہیں ہونا چاہئے ، اور اگرخوشی اس دن کی ہے جس دن آپ پیدا ہوئے تو یہی وہ دن بھی ہے جس میں آپ کی وفات ہوئی ، اورمیں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی ایسا عقلمند شخص ہوگا جو اس دن مسرّت اورخوشی کا جشن منائے گا جس دن اس کے محبوب کی موت واقع ہوئی ہو حالانکہ رسول ﷺ کی وفات سب سے بڑی مصیبت ہے جس سے مسلمان دوچار ہوئے حتی کہ صحابہ

کرام رضوان اللہ علہیم اجمعین کہا کرتے تھے کہ !جس پر کوئی مصیبت آئے تو اس کو چاہئے کہ اس مصیبت کویاد کرلے جو رسول ﷺکی وفات سے پہنچی ہے، نیز انسانی فطرت اس کی متقاضی ہے کہ انسان بچہ کی پیدائش کے دن خوشی مناتا ہے اوراسکی موت کے دن غمگین ہوتا ہے ،لیکن تعجب ہے کہ کس دھوکہ میں یہ انسان فطرت کو بدلنے کے لئے کوشاں ہے .

٤ -چوتھی دلیل یعنی کھانا کھلانا، یہ پچھلی سب دلیلوں سے زیادہ کمزور ہے ، کیونکہ کھانا کھلانےکی ترغیب اس وقت دی گئی جب اس کی ضرورت ہو، مسلمان مہمان کی مہمان نوازی کرتا ہے ، بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اور صدقہ وخیرات کرتا ہے اور یہ پورے سال ہوتا ہے ، اس کے لئے سال میں کسی خاص دن کی ضرورت نہیں ہے کہ اسی دن کھانا کھلائے، اس بناء پر یہ ایسی علت نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے کسی بھی حال میں کسی بدعت کا ایجاد کرنا لازم ہو .

٥- پانچویں دلیل یعنی ذکر کے لئے جمع ہونا ، یہ علت بھی فاسد اورباطل ہے ، کیونکہ بیک آواز ذکر کےلئے اجتماع سلف کے یہاں معروف نہیں تھا. اسلئے یہ اجتماع فی نفسہ ایک قابل نکیر بدعت ہے اورطرب انگیز آواز سے مدحیہ اشعار اورقصائد پڑھنا تو اور بھی بدترین بدعت ہے ، جسے وہی لوگ کرتے ہیں جنہیں اپنے دین پر اطمینان نہیں ہوتا ، حالانکہ ساری دنیا کے مسلمان رات اوردن میں پانچ مرتبہ مسجدوں میں اورعلم کے حلقوں میں علم ومعرفت کی طلب کے لئے جمع ہوتے ہیں ، اس لئے ان کو ایسے سالانہ جلسوں اورمحفلوں کی ضرورت نہیں ہے جن میں اکثر حظوظ نفسانیہ یعنی طرب انگیز اشعار کے سننے اورکھانے پینے کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے .

محفل میلاد کو جائز کہنے والوں کے چند کمزورشبہات

آ برادران اسلام! پ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب ساتویں صدی کے آغاز میں میلاد کی بدعت ایجاد ہوئی ،اورلوگوں کے درمیان پھیل گئی ، کیونکہ اس وقت مسلمانوں کے اندرروحانی اورجسمانی خلاء پیدا ہوگیا تھا ، اس لئے کہ انہوں نے جہاد کوترک کردیا تھا ، اور فتنوں کی اس آگ کے بجھانے میں مشغول ہوگئے تھے جو اسلام کے دشمن یہودیوں ،عیسائیوں اورمجوسیوں نے بھڑ کا رکھا تھا ، اوریہ بدعت نفوس میں جڑ پکڑگئی ، اوربہت سے جاہلوں کے عقیدہ کا جزء بن گئی ، جس کی وجہ سے بعض اہل علم مثلاً سیوطی رحمہ اللہ نے اس کے سوا اورکوئی چارہ کارنہ دیکھا کہ ایسے شبہات تلاش کرکے اس کے لئے جواز نکالا جائے ،جن سے اس بدعت مولود کے جواز پر استدلال کیا جاسکے ، اوریہ اس لئے تاکہ عوام الناس اور بلکہ خواص بھی راضی ہوجائیں ، اوردوسری طرف علماء کا اس سے رضامند ہونے اوراس پر حکام وعوام کے ڈرسے خاموش رہنے کا جوازنکل آئے

اب ہم یہاں ان شبہات کوبیان کرتے ہیں اورساتھ ہی ان کا ضعف وبطلان بھی ،تاکہ اس مسئلہ میں مزید بصیرت حاصل ہو ، جس پر بحث کرنے اوراس میں حق کی وضاحت کرنے کے لئے ہم مجبو ر ہوئے ہیں ، ان شبہات کا مدار ایک تاریخی نقل اورتین احادیث نبویہ پرہے ، ان شبہات کے ابھارنے والے اوراجاگر کرنے والے سیوطی غفراللہ لنا ولہ ہیں ، حالانکہ وہ اس طرح کی چیزوں سے مستغنی ہو سکتے تھے ، وہ دسویں صدی کے علماء میں سے ہیں جو فتنوں اورآزمائشوں کا زمانہ تھا ، تعجب یہ ہے کہ ان شبہات پر وہ مسرور ہیں ، اور ان پر فخر کرتے ہیں ، کہتے ہیں کہ !مجھے شریعت میں میلاد کی اصل مل گئی ہے اورمیں نے اس کی تخریج کرلی ہے (الحاوی فی الفتاوی للسیوطی)

لیکن سیوطی سے اس طرح کی باتوں کا کچھ تعجب نہیں ، جب کہ ان کے متعلق کہا گیا ہے وہ " حاطب لیل " (رات کے اندھیروں میں لکڑی جمع کرنے والے کی طرح ہیں)یعنی صحیح وضعیف سب کو جمع کرنے والے تھے . .

<u>**پہلا شبہ :**</u> تاریخ میں ایک واقعہ(اورفتح الباری میں تفصیل سےہے) منقول ہے کہ بدنصیب ابو لہب کو خواب میں دیکھا گیا ،خیریت پوچھی گئی ،تو کہا کہ آگ کے عذاب میں مبتلا ہوں ، البتہ ہر دو شنبہ کی رات کو عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے اوراپنی دو انگلیوں کے درمیان سے انگلی

کے سرے کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اتنی مقدار میں پانی چوس لیتا ہے اوراس کی وجہ یہ ہے کہ جب اس کی باندی ثویبہ نے ان کو اس کے بھائی عبد اللہ بن عبد المطلب کے گھر حضرت محمد ﷺ کی پیدائش کی خبر دی ، جس نے آپ کو دودھ بھی پلایا تو اس نے ان کو آزاد کردیا ،یہ شبہ بچند وجوہ مردود اورباطل ہے :

۱-اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شریعت کسی کے خواب سے نہیں ثابت ہوتی ، خواہ خواب دیکھنے والا اپنے ایمان وعلم وتقوی میں کیسے ہی درجہ کا ہو مگر یہ کہ اللہ کا نبی ہو اسلئے کہ انبیاء کا خواب وحی ہے اوروحی حق ہے .

۲- اس خواب کے دیکھنے والے نے بالواسطہ روایت کیا ہے ، اس لئے یہ حدیث مرسل ہے اور حدیث مرسل نا قابل استدلال ہے ، اورنہ ہی اس سے کسی عقیدہ اورعبادت کا ثبوت ہوتا ہے ، ساتھ ہی یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت عباس نے یہ خواب اسلام لانے سے پہلے دیکھا ہو ، اورکافر کا خواب بحالت کفر بالاجما ع قابل استدلال نہیں .

۳- سلف وخلف میں سے اکثر اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ کافر اگر کفرہی کی حالت میں مرجائے تو اس کو اس کے نیک اعمال کا ثواب نہ ملے گا ، اوریہی حق بھی ہے ،کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے :﴿ {وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاء مَّنثُورًا﴾ (۲۳) سورة الفرقان]

"اور ہم نے توجہ کی ان اعمال کی طرف جو انہوں نے کئے ، پس ہم نے اس کو منتشر غبار بنادیا " نیز اللہ کا ارشاد ہے ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ (۱۰۵) سورة الکهف]

"یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا ، اور اسکے سامنے حاضری کا انکار کیا ، پس ان کے اعمال غارت ہوگئے ،پس ہم قیامت کے دن ان کا کوئی وزن نہ قائم کریں گے "

اور جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول ﷺ سے عبد اللہ بن جدعان کے بارے میں جو ہرسال موسمِ حج میں ایک ہزار اونٹ ذبح کیا کرتا تھا اورایک ہزار جوڑے پہناتا تھا ، اورجس نے حلف الفضول کے لئے اپنے گھر دعوت دی تھی ،سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول !کیا یہ اعمال

اس کو نفع دیں گے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ "نہیں " ،اسلئے کہ اسنے کسی دن بھی یہ نہ کہا کہ اے میرے پروردگار !قیامت کے دن میری خطا معاف کردے ". اس جواب سے اس خواب کی عدم صحت یقینی طورپر ثابت ہوگئی اوراب یہ خواب نہ دلیل بن سکتا ہے اورنہ اشتباہ کی چیز -

٤- ابو لہب نے اپنے بھتیجے کی ولادت پر جو خوشی منائی وہ ایک طبعی خوشی تھی ، تعبدی خوشی نہ تھی ، کیونکہ ھر انسان اپنے یا اپنے بھائی یا اپنے رشتہ دارکے یہاں ولادت ہونے سے خوش ہوتا ہے ، اورخوشی اگر اللہ کے لئے نہ ہوتو اس پر ثواب نہیں ملتا ، یہ چیز اس روایت کو ضعیف اورباطل قراردیتی ہے ، لیکن اپنے نبی سے مومن کی خوشی ایک ایسی حقیقت ہے جو اس کے ساتہ قائم ہے ، اور اس سے کبھی جدا نہیں ہوتی ،کیونکہ وہ اس کی محبت کا لازمہ ہے ، اورجب یہ ہے تو ہم اس کے لئے سالانہ یادگار کیوں منائیں گے کہ اس کے ذریعہ ہم اس کے اندر محبت پیدا کریں ، لاریب یہ باطل معنی ہے اوربالکل بے وزن بے حیثیت شبہ ہے اس سے کوئی ایسا حکم شرعی کیسے ثابت ہوسکتا ہے ، جسکو اللہ تعالی نے کسی عجزونسیان کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے مؤمن بندوں پر فضل ورحمت کی وجہ سے مشروع نہیں فرمایا ، فلہ الحمد والمنۃ.

<u>**دوسرا شبہ :**</u> روایت ہے کہ امت کے لئے عقیقہ کی مشروعیت کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنا عقیقہ فرمایا (١)چونکہ آپکے دادا عبد المطلب نے آپ کا عقیقہ کیا تھا ،اور عقیقہ دوبار نہیں کیا جاتا ،اس لئے یہ اسکی دلیل ہے کہ آپ نے اپنی ولادت کے ادائے شکر کے لئے یہ کیا ، کیا اس صورت میں اس کو بدعت مولود کی اصل بنایا جاسکتا ہے ؟ یہ اشتباہ تو پہلے اشتباہ سے بھی زیادہ کمزور،بے قیمت اوربے وزن ہے ، کیونکہ یہ محض اس احتمال پر مبنی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی پیدائش کی نعمت کے شکریہ میں عقیقہ فرمایا ،لیکن یہ احتمال ظن سے بھی زیادہ گیا گزرا ہے، اور ظن سے احکام شرائع کا ثبوت نہیں ہوتا ، اللہ تعالی کا ارشاد ہے (إِنَّ بعضَ الظنِّ إثمٌ) الحجرات ١٢]

"بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں "

---

(١)مجھے نہیں معلوم کہ یہ روایت کس سے مروی ہے ا ور اسکی اسنادکیا ہے ،اس کو سیوطی نے بصیغہ تمریض ذکر کیا ہے اورمیرا خیال ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے رواہ مالک ،بخاری ومسلم

اور رسول ﷺ فرماتے ہیں (إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث) بخاری ومسلم " "بدگمانی سے بچو ،اسلئے کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے "
دوسری بات یہ کہ کیا یہ ثابت ہے کہ اہل جاہلیت کے یہاں عقیقہ مشروع تھا ، اوروہ عقیقہ کیا کرتے تھے ، تاکہ ہم یہ کہ سکیں کہ عبد المطلب نے اپنے پوتے کا عقیقہ کیا ، اورکیا اسلام میں اعمال أہل جاہلیت کا کچھ شمار واعتبار ہے کہ اسکی بنیاد پر ہم یہ کہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا عقیقہ ادائے شکر کے لئے کیا تھا ، سنت عقیقہ کی ادائیگی کے لئے نہیں کیا تھا ،کیونکہ یہ عقیقہ توپہلے ہو چکا تھا ؟ ؟ سبحان اللہ ! کس قدر عجیب وغریب استدلال ہے !! اور اگر یہ ثابت ہوجائے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے وجود پیدائِش کی نعمت کے شکریہ میں بکری ذبح کی تو کیا اس سے لازم آتا ہے کہ آپ کے یوم ولادت کو جشن وعید کا دن بنالیا جائے ؟اور پھر رسول ﷺ نےلوگوں کو اسکی دعوت کیوں نہ دی ، اور ان اقوال واعمال کو کیوں نہ بیان فرمایا جو ان کے لئے واجب ہیں ؟ جیساکہ عید الفطر اورعید الأضحی کے احکام بیان فرمائے ، کیا آپ بھول گئے یا آپ نے کتمان فرمایا ، حالانکہ آپ تبلیغ پر مامور تھے ؟ اے اللہ تیری ذات پاک ہے ، بے شک تیرے رسول ﷺم نہ بھولے اورنہ انہوں نے کتمان کیا ،لیکن یہ انسان ہی بڑا جھگڑالو ہے!!!

<u>**تیسرا شبہ**</u> صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عاشوراء کے دن روزہ رکھا اور اسکا حکم فرمایا اور آپ سے جب اسکے بارے میں سوال کیا گیا ،تو فرمایا کہ "یہ ایک اچھا دن ھے ، اللہ تعالی نے اس دن موسی اوربنی اسرائیل کو نجات دی ۔الخ"اس حدیث سے اشتباہ کی تقریر یہ ہے کہ حضرت موسی اوربنی اسرائیل کی نجات کے شکریہ میں جب نبی کریم ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اورمسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کو روزہ کا دن نہیں ،بلکہ کھانے پینے اور خوشی منانے کا دن بنائیں کس

قدر عجیب ہے یہ الٹی کھوپڑی ، رب کی پناہ ! کیوں کہ چاہئے تو یہ تھا کہ ہم روزہ رکھیں جس طرح نبی کریم ﷺ نے روزہ رکھا ، نہ یہ کہ دستر خوان لگائے جائیں ، اورڈھول تاشے سے خوشیاں منائی جائیں ، کیا اللہ تعالی کا شکر عیش ومستی اوردعوتیں اڑاکراداکیا جاتا ہے،بالکل نہیں ، پھر یہ کہ کیا ہم کویہ حق ہے کہ ہم اپنے لئے روزہ وغیرہ مشروع کرلیں – ہمارے ذمہ تو صرف اتباع اور اطاعت ہے، رسول ﷺ نے عاشوراء کے دن روزہ رکھا ، تو اس دن کا روزہ سنت ہوگیا ، اوراپنے یوم ولادت کے بارے میں خاموش رہے اوراس میں کچھ بھی مشروع نہیں فرمایا ،تو ہمارے اوپر بھی واجب ہے کہ ہم بھی اسی طرح خاموش رھیں اور اس میں روزہ نماز وغیرہ مشروع کرنے کی کوشش نہ کریں ، اور لہوولعب یا کھیل کود کا تو کیا ذکر .

چوتھا شبہ نبی کریم ﷺ سے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ آپ دوشنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے ، اور اس کی علت اوروجہ آپ نے یہ بیان فرمائی کہ "دوشنبہ کا دن تو وہ دن ہے ،جس میں میں پیدا ہوا ہوں اوراسی دن میں مبعوث ہوا ھوں ، اورجمعرات کا دن تویہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالی کے سامنے اعمال پیش ہوتے ہیں ، میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے رب کے سامنے میرا عمل پیش ہو تو میں روزے سے رہوں "

ان لوگوں کے نزدیک وجہ اشتباہ جس کی بناء پر میلاد کی بدعت نکالی ہےیہ ہے کہ آپ نے دوشنبہ کے دن روزہ رکھا اور علت یہ بیان فرمائی کہ (إنہ یوم ولدت فیہ وبعثت فیہ)(رواہ ابن ماجہ وغیرہ وہو صحیح) "یہ وہ دن ہے جس میں پیدا ہوا اور مبعوث ہوا "یہ اشتباہ اگرچہ پہلے کے اشتباہات سے بھی زیادہ کمزورہے تاہم بچند وجوہ باطل اور مردود ہے اول یہ کہ جب محفل میلاد کے منعقد کرنے سے رسول ﷺ کی نعمت ولادت پراللہ تعالی کا شکرادا کرنا ہے ، تو اس صورت میں عقل ونقل کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ شکر اسی نوع کا ہو، جس نوع کا شکر رسول ﷺ نے کیا یعنی آپ نے روزہ رکھا تو ہمیں بھی آپ کی طرح اس روزروزہ رکھنا چاہئے ، اور جب ہم سے پوچھا جائے تو ہم کہیں کہ یہ ہمارے نبی کی ولادت کا دن ہے اس نے ہم شکر الہی ادا کرنے کے

لئے آج کے دن روزہ رکھتے ہمیں ،یہ اور بات ہے کہ میلاد والے روزہ ہرگز نہ رکھیں گے ، کیونکہ روزہ میں نفس کو لذتِ کام ودہن سے محروم کرکے نفس کی اصلاح کی جاتی ہے ، اور ان لوگوں کا مقصودیہی لذت کام ودہن ہے، اسلئے غرض متعارض ہوگئی چنانچہ انھون نے اپنی پسند کو اللہ کی پسند پر ترجیح دی اور اہل عقل کے نزدیک یہ لغزش ہے ،

دوم – یہ کہ رسول ﷺ نے اپنی ولادت کے دن رزوہ نہیں رکھا جو کہ

بارہویں ربیع الأول ہے، اگر یہ روایت ثابت ہو،بلکہ آپ نے دوشنبہ کے دن روزہ رکھا ہے ، جو ہرمہینہ میں چار یا چار سے زائد مرتبہ آتا ہے ، اس بناء پر بارہویں ربیع الاول کو کسی عمل کے لئے مخصوص کرنا اورہر ہفتہ آنے والے دوشنبہ کوچھوڑدینا شارع علیہ السلام کے عمل کی تصحیح اور استدراک سمجھا جائیگا ، اوراگر ایسا ہی ہے تو یہ بہت بُرا ہے معاذاللہ۔

سوم – یہ کہ نبی کریم ﷺ نے جب اپنی ولادت اور تخلیق او ر تمام

انسانوں کی طرف بشیرونذیر ہوکر مبعوث ہونے کے شکریہ میں دوشنبہ کےدن روزہ رکھا تو کیا آپ نے روزے کے ساتھ کوئی محفل اور تقریب بھی کی جیسا کہ یہ میلادی لوگ کیا کرتے ہیں کہ بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے ، مدحیہ اشعار اورنغمے ہوتے ہیں اور کھانا پینا ہوتا ہے؟
جواب یہ ہے کہ نہیں ، بلکہ صرف روزے پر اکتفا فرمایا ، توپھر کیا امت کے لئے وہ کافی نہیں جو اس کے نبی کے لئے کا فی ہے؟ کیا کوئی عقلمند اس کے جواب میں یہ کہ سکتا ہے کہ نہیں پھر شارع کے خلاف کوئی عمل گڑھنے اور ان سے آگے بڑھنے کی یہ جرأت کیوں؟
اللہ تعالی فرماتا ہے

﴿ $Br ä#?9$Ña$$9ß'ql¯À Aqä z ù qçä ãBr $Br k\9$Ña ã¥qç u$$FRŠ$$ (qßg ﴾

الحشر:٧]"
اوررسول جو تم کو دیں، اس کو لے لو اورجس سے روکیں اس سے

رک جا اوردوسری جگہ فرماتا ہے ﴿ƒ»'Š$k$$!$%ïû ä#ãB (qãZ# ê¨)qßÐ¦

الحجرات ÇÈ Ì‡æ ïì ‹Jœ ©!$$bÎ) ©!$$(qà)?$r ¾&Î!qß™‘r «!$$Ä %ƒ ûü/

"اے ایمان والو ! اللہ اور اسکے رسول کے آگے نہ بڑھو ، اور اللہ سے ڈرو ،بے شک اللہ سننے والا ، جاننے والا ہے"

اور رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ "إیا کم ومحدثات الأمور فإن کل محدثة بدعة ، وکل بدعة ضلالة " (تم نئے ایجاد کئے ہوئے امور سے بچو ، اسلئے کہ (دین میں) نئی ایجاد کی ہوئی ہر چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے) اورفرماتے ہیں کہ "إن اللہ حد حدودا فلا تعتدوھا ، وفرض لکم فرائض فلا تضیعوھا ، وحرم أشیاء فلا تنتھکوھا ، وترک أشیاء فی غیر نسیان ولکن رحمة لکم فاقبلوھا ولا تبحثوا عنھا"(اخرجہ ابن جریر ورواہ الحاکم وصححہ عن أبی ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ)

" اللہ تعالی نے کچھ حدیں مقرر فرمائی ہیں تم ان سے تجاوز مت کرو ، اورتمہارے لئے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں ، انہیں ضائع مت کرو ، اورکچھ چیزیں حرام کی ہیں ، ان کی حرمت کو نہ ختم کرو، اورکچھ چیزیں بغیر کسی بھی بھول کے (یوں ہی) تمہارے اوپر رحم کرتے ہوئے چھوڑدی ہیں ، ان کو قبول کرلو اوران کے بارے میں کھود کرید نہ کرو"

نعم البدل

معزز قارئین!اگریہ کہا جائے کہ آپ نے تو اپنے دلائل اوربراہین کی بھر مارسے بدعت مولود کو باطل کردیا، لیکن اس بدعت کا جو کہ بہر حال بعض نیکیوں سے خالی نہیں ،بدل کیا ہے ؟ توآپ ان کہنے والوں سے کہیں کہ اس کا نعم البدل یہ ہے کہ واقعہ پیدائش اور نسب شریف اور شمائل محمدیہ کے واقعات کا جائزہ لینے کے بجائے مسلمانوں کو چاہئے کہ سنجیدہ بنیں اور کرنے کے کام میں لگیں ، ہرروز مغرب کے بعد عشاء تک اپنی اپنی مسجدوں میں کسی عالم دین کے پاس بیٹھیں جو ان کو دین کی تعلیم دے اور ان کے اندر دین کی سمجھ پیدا کرے ، اللہ تعالی جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں ، اس کو دین کا سمجھ عطا فرماتے ہیں ، اورپھر وہ نسب شریف بھی جان جائیں گے اورشمائل محمدیہ بھی پڑھ لیں گے اور اسوہ حسنہ سے بھی متصف ہوجائیں گے اوراس طرح یقینی طور پر رسول ﷺکے تابعدار اور

سچے عاشق ہوجائیں گے اور اسطرح یقینی طور پر رسول ﷺ کے

تابعدار اور سچے عاشق ہوجائیں گے ، محض زبانی دعویدار نہ ہوں گے ۔اورذکر اورتلاوت قرآن کا بدل یہ ہے کہ صبح وشام اور رات کے پچھلے پہر کے لئے وظائف ہوں ، صبح کا وظیفہ ہو "سبحان اللہ وبحمدہ ، سبحان اللہ العظیم أستغفر اللہ، سوبار ، اور "لاإلہ إلا اللہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر " سو بار ،اور شام کا وظیفہ ہو " أستغفر اللہ لی ولوالدی وللمؤمنین والمؤمنات "سوبار ، اور سوبار درود شریف (۱

اور رات کے پچھلے پہر کا وظیفہ یہ ہے کہ آٹھ رکعت نماز پڑھے اور ہررکعت میں چوتھائی پارہ قرآن شریف پڑھے اوراپنی نماز تین رکعتوں پر ختم کرے، دورکعتوں میں ایک رکعت اورملا کر اس کو وتر بنادے ، اور ساتھ ہی مسجدوں میں جماعت کے ساتھ نماز اداکرنے کی پابند ی کرے ، خاص طور سے عصر اورفجر کی ، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ(من صلی البردین دخل الجنۃ)(رواہ الشیخان) " جس نے عصر اورفجر کی نماز پڑھ لی وہ جنت میں داخل ہوگیا)۔

---

(۱) یہ وظائف اور ان کی تعداد صحاح وسنن میں ثابت ہے ، اسی طرح پچھلی رات کی نماز (تہجد) بھی ثابت ہے)

اورقصائد واشعار سننے کا بدل یہ ہے کہ اچھے اوربہترین قاریوں مثلا یوسف کامل بہیتمی ،منشاوی ،صیفی ،دروی اور طبلاوی وغیرہ کے کیسٹ رکھے ، اور جب کچہ گھٹن اور خشکی محسوس کرے تو ٹیپ ریکارڈ کھول کر قرأت قرآن کو غور سے سنے کہ اس سے سچی اور اچھی طرب اور خوشی پیدا ہوگی جو شوق الی اللہ کو ابھارے گی اور اللہ تعالی کی طرف رغبت پیداکرے گی .

اب رہا دوست ، احباب اوربھائیوں کو کھانا کھلانا تو اسکا دروازہ کھلا ہوا ہے اور طریقہ بھی معروف اور مشہور ہے ، عوام الناس کہتے ہیں "من بید کل یوم عید "(١)"جس کے جیب میں مال ہے اس کا ہر دن عید ہی ہے " یہ کھلانا پلانا کچہ تقریب ومحفل اور طاعت وعبادت پر ہی نہیں موقوف ہے، کھانا پکاکے غریبوں کو بلکہ امیدوں کو بھی دعوت دے ، خود کھائے ، اور اللہ کا شکر ادا کرے ، جو شخص اللہ کا شکر اداکرتا ہے ، اللہ تعالی اس کو اور دیتا ہے ، واللہ خیر الشاکرین.

---

(٢) اس عبارت کی اصل یہ ہے " من بیدہ المال فکل یوم عیدہ " اسلئے اس مثل کے دونوں دالوں کو اشباع کے ساتہ پڑھا جاتا ہے ، کیونکہ اشباع دونوں محذوف ضمیروں کے عوض میں ہے.

مولود کا قابل مذمت غلو

جو چیز رنج اورافسوس دونوں کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے ایسے میلادی اورمیلاد کو اچھا سمجھنے والے لوگ ھیں جن میں کچھ پڑھے لکھے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اس بدعت کی تعظیم وتکریم میں اس حد تک غلو اختیار کر رکھا ہے کہ جولوگ اس کو بدعتِ ضلالت کہتے ہیں وہ ان کو کافر اوردین سے خارج تک کہنے سے پر ہیز نہیں کرتے ، وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص رسول ﷺ سے بغض رکھتا ہے یا آپ سے محبت نہیں رکھتا ،کیوں ؟ اسلئے کہ وہ میلاد کو نہیں پسند کرتا ، یامحفل میلاد کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا ، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ جو شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت کرے یا آپ سے محبت نہ کرے وہ باجماع مسلمین کافر ہوجاتا ہے ، اس لئے یہ کہنا کہ فلاں شخص رسول ﷺ کو پسند نہیں کرتا ، یہ اس فلاں شخص کو کافر کہنا ہے ، اور مسلمان کی تکفیر کسی بھی حال میں نہیں جائز ہے، حالانکہ یہ بھی معلوم ہےکہ مؤمن صالح ہی بدعت پرنکیرکرتا اوراس سے منع کرتا ہے اور اس سے ڈراتا ہے ، پھر اس کی تکفیر کیسے کی جاسکتی ہے یا اس پر کفر کا اتہام کس طرح لگایا جاسکتا ہے ، رب کی پناہ ! اس بدعت میں غلو کرنے والے لوگوں نے گویا رسول ﷺ کے اس ارشاد سے بالکل آنکھ ہی بند کرلی ہے جو حضرت ابن عمررضی اللہ عنہما سے بخاری ومسلم میں روایت ہے کہ "جب آدمی اپنے بھائی سے کہے ، اے کافر ! تو ان دونوں میں سے ایک پر یہ قول لوٹے گا ، پس اگر ویسا ہی تھا ، جیسا اس نے کہا ہے (توخیر) ورنہ یہ اسے (کہنے والے) پر لوٹ پڑے گا " اورگویا یہ لوگ رسول ﷺ کے اس ارشاد سے بہرے ہوگئے ہیں جو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں ہے جس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے کہ " جس نے کسی کو کفر کے ساتھ بلایا یا کہا، اللہ کے دشمن ! اوروہ ایسا نہیں ہے تو یہ اسی (کہنے والے) پر لوٹ جائے گا " کسی کے ساتھ یہ رویّہ رکھنا واقعی بہت تعجب خیز ہے .

مسلمان کا تو مسلمان پر یہ حق ہے کہ اگر وہ نیکی ترک کردے تو وہ اس کو نیکی کا حکم کرے اوراگر وہ برائی اورخلاف شرع کا م کا ارتکاب کرے تو وہ اس کو روکے اور منع کرے ، لیکن حال یہ ھے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا حق ادا کرتا ہے اوراس کو کوئی نیکی کا حکم کرتا اوربری بات سے روکتا ہے تو اسکا یہ بھائی اس کو کافر کہ کر بدترین بدلہ دیتا ہے ، والعیاذ باللہ تعالی ـ

اس کا سبب درحقیقت مسلمانوں کی بدحالی اوران کے قلوب واخلاق کا بگاڑ ہے، کیونکہ وہ اسلامی تربیت سے دور ہیں ، جس پر مسلمانوں کی حیات کا دارومدار ہے ، اور ان کی سعادت وکمال کا سبب ہے ، اسلئے کہ یہ تربیت صدیوں سے معدوم ھوچکی ہے ، اورافسوس کہ ان کے درمیان اب کوئی ایسی شخصیت بھی نہیں ہے جو تربیت کا فریضہ انجام دے ، حالانکہ یہ امت محمد روحانی اور اخلاقی تربیت کی بیحد محتاج اورضرورت مند ہے، کیونکہ آغاز اسلام میں اس کے کمال وسعادت کا راز یہی تربیت تھی ، اللہ تعالی کا ارشاد ھے ﴿ ‰ï¨Sqè “ “

ÐÍŽj “ãr ¾ïnG»ƒ#ä ÐÍŽ ã (qè ƒ ÐÌ]B Ø{qŠ ‘ ` ¿ÍBV{‘$ ’î] è/

ÇÈ &üîB @»=Ê ’Å9 @6‰ `B (qç‰. bÎr pJ3tø$ = »G‰Å$NgÜ3ièãr

الجمعۃ] "وہی ہے جس نے (عرب کے ناخوانده) لوگوں میں انہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا ، جو انکو اللہ کی آیتیں پڑھکر سنا تے ہیں اوران کو (عقائد باطلہ واخلاق ذمیمہ) سے پاک کرتے ہیں ، اور ان کو کتاب اور دانشمندی کی باتیں سکھاتے ہیں اوریہ لوگ (آپ کی بعثت کے) پہلے کھلی گمراہی میں تھے

نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کا جو تزکیہ فرماتے تھے وہ یہی تھا کہ علوم ومعارف کے ذریعہ روزانہ جو غذا آپ ان کو عطا فرماتے تھے ، اس سے ان کے نفوس کما لات اور اخلاق فاضلہ سے آراستہ ہوتے رہتے تھے ،اورانہیں سنن وآداب کا خوگر بناتے تھے یہاں تک کہ وہ حضرات کامل اورطاہر ہوگئے ، اور آپ کے بعد آپ کے رفقاء اوراصحاب نے ان تمام ممالک اورشہروں کے مسلمانوں کی تربیت کا کام انجام دیا ،جہاں جہاں وہ حضرات گئے ، پھر ان حضرات کے بعد ان کے تلامذہ یعنی تابعین نے اور ان کے بعد تبع تابعین نے یہ کام انجام

دیا ، اور اس طرح امتِ اسلامیہ کامل ومکمل ، طاہر اورمنتخب قوم ہوگئی،یہاں تک کہ ان کے درمیا ن سے یہ تربیت اورتربیت کرنے والے لوگ ختم ہوگئے ، جس کے نتیجہ میں ایک لاقانونیت اورہنگامہ کا دور آگیا ، شہوات اورخواہشات نفسانی نے اس میں اپنا حصہ لگا لیا ، اورپھر ایک دن وہ آیا کہ اس امت کی تربیت کے ذمہ داروہ لوگ ہوگئے جو اس کے اہل نہیں تھے ، انہوں نے اس کی بدحالی اور بگاڑ میں اور اضافہ کردیا ، جو ستم بالائے ستم اور نہلہ پہ دہلہ تھا .

آخر میں اپنے اس مسلمان کو جو اس بدعت پر مصر ہے اور جس کے لئے اس کا چھوڑنا دشوار ہے ، کیونکہ وہ اس کے جواز یا اس کے فائدہ اورنفع سے مطمئن ہے یا اس وجہ سے کہ وہ ایک زمانہ سے اس کا خوگر ہوچکا ہے ، یہ نصیحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے اس مسلمان بھائی کو جو اس کو اس سے روکے یا اس پر نکیر کرے معذور جانے، کیونکہ اس کو اس ذات گرامی ﷺ کی طرف سے جن کے لئے یہ محفل سجائی جاتی ہے یہ حکم ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ " تم میں سے جو شخص کوئی منکر (خلاف شرع کام) دیکھے تو اس کو اپنے ہا تھ سے تبدیل کردے ،پس اگریہ نہ کرسکے توزبان سے ، اور اگریہ بھی نہ کرسکے تودل سے اوریہ کمزور ترین ایمان ہے(مسلم) اورفرمایا " تم ضرور معروف (نیک کاموں) کا حکم دوگے ،اورمنکر (خلاف شرع کاموں) سے روکوگے ، ورنہ اللہ تمہارے اوپر اپنا عذاب بھیج دے گا، پھر تم اس سے دعا کروگے ، اور وہ تمہاری دعا قبول نہ کرےگا (احمد وترمذی)

مسلمان کے ذمہ یہ لازم ہے کہ جب اس کا بھائی اس کو کسی اچھی بات کا حکم دے یا بُری بات سے روکے، یا کسی اچھے کام کے کرنے کی اور برے کام سے رکنے کی نصیحت کرے تو وہ اس کو مانے اورتسلیم کرے، یا خوبصورتی کے ساتھ اس کا جواب دے، مثلاًیہ کہے کہ اللہ تعالی آپ کو اچھا بدلہ دے ، آپ نے تو اپنا فرض اداکردیا ہے ، میں گناہکار ہوں ، امید ہے کہ اللہ تعالی معاف فرمائے گا ، یایوں کہدے کہ ! یہ بدعت ہے، لیکن میں نے بعض اہل علم کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اسکو ثابت کیا ہے یا اس پر عمل کیا ہے یا انہوں نے اسکو ثابت کیا ہے یا اس پر عمل کیا ہے یا انہوں نے اس کو جائزکیا ہے، میں نے انہی کا اتباع کیا ہے اورمجھے امید ہے کہ اللہ تعالی ہم سے موازنہ نہ فرمائیں گے . (مسلم)

مسلمانوں کواسی طرح رہنا چاہئے ،یہ نہیں کہ خواہش نفسانی کے پیچھے اوراپنی رائے کی ضد میں اوردین میں ناحق غلو کرتے ہوئے ایک دوسرے کو کافر بنائیں اورلعنت کریں ، اختلاف ،نفاق اوربد اخلاقی سے اللہ کی پناہ۔

بیجا حمایت اور سختی

خود(۱)اپنے ساتھ انصاف کے تقاضہ سے یہ بات جان لینا اورکہ دینا ضروری ہے کہ اکثر لوگ جو محفل میلاد کرتے رہیں ، تووہ رسول ﷺ کی محبت ہی میں کرتے ہیں اوررسول ﷺ سے محبت کرنا عین دین وایمان ہے ، اورجوشخص رسول ﷺ سے محبت کرتا ہو اس سے محبت کرنا واجب ہے ، اسلئے کسی مسلمان کے لئے یہ درست نہیں ہےکہ مسلمان بھائی سے محض اس طرح کی بدعت کی وجہ سے بغض او ردشمنی رکھے ، جو خود اس کے ملک میں اور عالم اسلامی میں ہیں کیونکہ اس بدعت کے ارتکاب پر ان کو نبی کریم ﷺ وسلم کے ساتھ جذبہ محبت اور اللہ تعالی کے قرب کے حصول کے جذبہ نے ہی ابھار ا اورآمادہ کیا ہے، اگر ایسا نہ ہوا تو یہ زیادتی ہوگی جوایسے موقع پر مناسب نہیں ہے.

اورجس طرح اس سے بغض ودشمنی صحیح نہیں ہے ، اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ محفل میلاد کرنے یا اس محفل میں شریک ہونے کی بناء پر کسی کومشرک اورکافر کہا جائے ، کیونکہ اس جیسی بدعت کرنے والے یا ایسی بدعت میں شریک ہونے والے کی تکفیر نہیں کی جاتی ، اورمسلمان پر کفر یا شرک کا داغ لگانا معمولی بات نہیں ہے ، اس سلسلہ میں حدیثیں گزرچکی ہیں ، بلکہ عدل وانصاف قائم رکھناچاہئے ، ورنہ باہم ایک دوسرے کو لعنت کرنے سے امت کی اس حیثیت کو نقصان پہنچے گا کہ وہ حق کی رہنما اورعدل کا معیار ہے.

بدعت میلاد کے ارتکاب کرنے والے مسلمان کےسلسلہ میں جو ذمہ داری ایک مسلمان پر عائد ہوتی ہے ، وہ صرف یہ ہے کہ وہ اس کو حکم شرعی بتادے ، پھر اس کو نرمی کے ساتھ سمجھائے کہ وہ اس بدعت کوچھوڑدےاوراسپر واضح کرے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ یہ بدعت ہے اورہربدعت گمراہی ہے ، اورگمراہی اور ضلالت ہدایت کی ضد ہے ، اوراگر وہ نہ مانے توپھر اس کو نرمی ہی کے ساتھ سمجھاجائے اوراس کے فعل کی بہت زیادہ شناعت اورمذمت نہ کرے ،

---

(۱)صحیح بخاری کتاب الإیمان میں حضرت عماربن یاسر سے روایت ہے کہ حضرت عمارنے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جس نے ان کو جمع کرلیا ، اس نے ایمان کو جمع کرلیا ، ۱۔خود اپنے ساتھ انصاف کرنا ۲۔اورعالم سے سلام کرنا ۳۔اورتنگی کے باوجود خرچ کرنا ،بظاہریہ حدیث موقوف ہے ،لیکن مرفوعاً روایت ہے

تاکہ اس کی وجہ سے اس کے اندر عناد اورضد نہ پیدا ہوجائے ، کہ اس سے وہ خود بھی ہلاک ہوگا ، اوراسکے ساتھ یہ بھی ہلاک ہوجائےگا ، کیونکہ یہ اس کی ہلاکت کا سبب بنا ہے ،اور اسطرح دونوں ہلاکت کے گھاٹ اترجائیں گے ، کسی امر ناگوار کی براہ راست تردید کرنے سے نبی کریم ﷺ پرہیز فرمایا کرتے تھے ، بلکہ اس طرح فرماتے کہ (مابال أقوام يقولون كذا وكذا ويريدون أن يفعلو كذاوكذا) "لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ یہ ،یہ باتیں کہتے ہیں اورایسا ایسا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں "

وجہ یہ ہے کہ انسانی طبیعت اسی طرح واقع ہوئی ہے کہ وہ امرناگوار کا سامنا نہیں کرسکتی ، خواہ خود اس امر کا ارتکاب ہی کیوں نہ کرلے،

اللہ تعالی امام شافعی پر رحمت نازل فرمائے ان کا یہ قول منقول ہے کہ" من نصح أخاه سراً فقد نصحه ومن نصح علناً فقد فضحه " (جس نے اپنے بھائی کو چپکے سے نصیحت کی تو اس نے نصیحت کی اور جس نے اعلانیہ نصیحت کی تو اس نے اسکو رسوا کیا)

یہ سب اس وقت ہے جب کہ بدعت کے اندر مشرکانہ اعمال اور اقوال نہ ہوں ، مثلاً غیراللہ کو پکارنا ،اوران سے فریاد چاہنا ، اورغیرا للہ کے لئے ذبح کرنا یا غیر اللہ کے سامنے ایسے خشوع اور عاجزی کے ساتھ کھڑا ہونا جس طرح اللہ کے سامنے کھڑا ہوا جاتا ہے.

یہ تو صرف رسول ﷺ کی ولادت مبارکہ کی خوشی کا اظہار ہے

اورنعمت اسلام پر جس کو لے کر اللہ تعالی نے اپنے محمد ﷺ کو

مبعوث فرمایا ، اللہ تعالی کے ادائے شکر کے لئے کھانا کھلانا ہے، یا سیرت پاک کا کچھ حصہ پڑھنا یا بعض ایسے مدحیہ اشعار کا پڑھنا ہے جو شرک اورغلو سے خالی ہوں اورجس میں مردوں اورعورتوں کا اختلاط نہ ہو ، اورنہ کسی منکر، خلاف شرع امر کا وجود ہو اور نہ کسی حکم شریعت کو ترک کیا جائے ،مثلاً نماز کا ترک کردینا ،یا وقت سے مؤخر کردینا یہ سب چیزیں نہ ہوں –

لیکن اگر اس بدعت کے ساتھ کچھ مشرکانہ اقوال یا افعال ہوں یا اس کے اندر باطل اور فساد ہو تو ایسی صورت میں اس پر نکیر کرنے والے مسلمان پر نکیر کرنے میں تشدّد اورسختی ضروری اورلازم ہے

، اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ جس طرح کا کم یا زیادہ خلاف شرع کا کا م ہورہا ہے اسی لحاظ سے وہ بھی سختی اختیار کرے ، اور اس کے اوپر یہ لازم ہےکہ اس شرکیہ و حرام کاموں کے ترک کردینے کا مطالبہ کرے، اگر چہ اس میں قطع تعلق ہی کی نوبت کیوں نہ آجائے ، حضرات سلف صالحین جب کسی کو دیکھتے کہ وہ خلاف شرع کا م کا ارتکاب کررہا ہے تو اس پر نکیر کرتے ، اور اگر وہ اس پر اصرار کرتا تو اس سے تعلق منقطع کرلیتے ، یہاں تک کہ وہ اس کام سے بازنہ آجائے ، اگرچہ اس زمانہ میں اور آج کے زمانہ میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ اس زمانہ میں قطع تعلق مفید نہیں ہے ، کیونکہ یہ قطع تعلق پوری طرح نہیں ہوتا ، جو اس شخص پر اثر انداز ہو ، اس لئے قطع تعلق کے ساتھ ساتھ اس کو دعوت دیتے رہنا اورادائے فرض اورترک حرام کے لئے کہتے رہنا یہ زیادہ مفید اور نافع ہے .

خلاصہ یہ کہ بدعت میلاد اگر اکثر مشرکانہ افعال واقوال اور محرمات سے خالی ہوتی ہے ، تو اس صورت میں حکم شریعت بتا کر اور ترک بدعت کی ترغیب دے کر، نرمی کے ساتھ اس پر نکیر کی جائے ، کیونکہ وہ اس کو ایمان اورحصول ثواب کے جذبہ ہی سے کرتا ہے ، اسلئے لوگوں کی نیتوں اور ان کے جذبات کی رعایت کی جائے گی ، اور یہ وہ حکمت ہے جس کا حکم أمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں مسلمانوں کو دیا گیا ہے.

لیکن جب اس بدعت کے ساتھ شرک وباطل یا شر وفساد موجود ہو تو جیسا شرک وفساد ہو اسی لحاظ سے اس پر نکیر بھی کی جائے گی ، اور اس میں یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالی کا حق ادا ہوگا ، اور مسلمانوں کی خیر خواہی اور دنیا وآخرت میں انکے کمال وسعادت کے لئے دین پر ان کی استقامت میں تعاون کی ذمہ داری ادا ہوگی ،

واللہ من وراء القصد وهو المستعان



ممکن ہے کہ اس رسالہ کے کچھ قارئین یہ سوال کریں کہ جب میلاد نبوی شریف تما م بدعتوں کی طرح ایک بدعت حرام ہے تو علماء اس کی طرف سے خاموش کیوں رہے اور اس کو یوں چھوڑ کیوں دیا کہ بدعت پھیلی اور رواج پاگئی اور اس طرح ہوگئی کہ گویا یہ اسلامی عقائد کا ایک جزء ہے، کیا ان پریہ لازم نہیں تھا کہ وہ اس پر نکیرکرتے، ان حضرات نےایساکیوں نہ کیا ؟؟

اس کے جواب میں عرض ہےکہ اس بدعت کے پیدا ہونے کے دن ہی سے علماء نے اس پر نکیر کی اور اسکی تردید میں رسالے لکھے ، جو شخص ابن الحاج کی " المدخل" سے واقف ہوگا وہ اسکو بخوبی جان سکتا ہے ، انہی اہم رسالوں میں سے علامہ تاج الدین عمربن علی لخمی سکندری فاکہانی مالکی مصنف "شرح الفاکہانی علی رسالۃ ابن ابی زید قیروانی" کا رسالہ "المورد فی الکلام علی المولد" ہے ، ہم اس کی عبارت اس خاتمہ میں درج کریں گے، یہ اور بات ہے کہ قومیں اپنے انحطاط کے زمانہ میں جس قدر شروفساد کی دعوت پر لبیک کہنے میں قوی ہوتی ہیں اسی نسبت سے خیرواصلاح کی دعوت قبول کرنے میں ضعیف وکمزورہوتی ہیں ، اسلئے کہ بیمار جسم میں معمولی تکلیف بھی اثر کرجاتی ہے، اور تندرست جسم پر بڑی سے بڑی اورطاقتور تکلیف بھی اثر انداز نہیں ہوتی اس کی محسوس مثال یہ ہے کہ صحیح سالم اورمضبوط دیوار کوپھاوڑےِ اورکلہاڑے بھی گرانے سے عاجزرہ جاتے ہیں اورگرتی ہوئی دیوار ہواکے جھوکے ا ورپیر کے دھکے سے بھی گر جاتی ہے ، اسلئے اسلامی معاشرہ کے اندر اس بدعت کا وجود اوراسکا جڑ پکڑلینا علماء کے اس پر نکیر نہ کرنے کی دلیل نہیں ہے، اور یہ تاج الدین فاکہانی رحمہ اللہ کارسالہ جس کو ہم پیش کررہے ہیں اس پر شاہد ہے:

"علامہ فاکہانی رحمہ اللہ حمدوثنا کے بعد فرماتے ہیں أمابعد: دین حق پر عمل کرنے والوں کی ایک جماعت نے کئی بار اس اجتماع کے بارے میں سوال کیا جو بعض لوگ ماہِ ربیع الأول میں" مولد" کے نام

سےموسوم کرتے ہیں ، کہ کیا شریعت میں اسکی کوئی اصل ہے یا یہ بدعت اوردین میں نئی ایجاد ہے ؟ اور ان لوگوں نے اسکا واضع اور متعین جواب طلب کیا،
جواب میں عرض کرتا ہوں ، اور اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے، کہ مجھےاس میلاد کی کوئی اصل کتاب وسنت سےنہیں ملی ، اور ان علمائے امت میں‌سےکسی کا اس پر عمل بھی منقول نہیں ہے، جو دین کے رہنما اور سلف متقدمین کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں ، بلکہ یہ بدعت ہے ، جس کو اہل باطل نے نکالا ہے اور نفس کی شہوت ہے ، جس کی طرف پیٹ کے پجاریوں نے توجہ اور اہتمام کیا ہے ، اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ہم اس کے اوپر اسلام کے پانچوں احکام کو منطبق کریں گے توکہیں گے کہ یاتویہ واجب ہے ،یامندوب ہے،یامباح ہے ،یامکروہ ہے ، یا حرام ہے ، واجب تو یہ بالاجماع نہیں ہے اور نہ مندوب ہے ، اسلئے کہ مندوب کی حقیقت یہ ھے کہ شریعت اسکو طلب کرے اوراسکے ترک پرمذمت نہ ہو، اور اس کی نہ شارع نے اجازت دی اورنہ صحابہ کرام نے اس کو کیا اور نہ تابعین نے اور نہ علمائے متدیّنین نے ، جیساکہ مجھے معلوم ہے، اگر مجھ سے سوال کیا جائے تویہی جواب میں اللہ تعالی کےسامنے بھی دوں گا ، اورنہ اس کا مباح ہونا ہی ممکن ہے ،کیونکہ دین میں نئی بات پید ا کرنا باجماع مباح نہیں ہے ، تو اب مکروہ یاحرام ہونے کےعلاوہ کوئی اورصورت باقی نہ رہی ، اوراب کلام دو ہی حالتوں میں ہوگا، اور دونوں حالتوں میں فرق واضح ہوجائے گا .

أوّل یہ کہ کوئی شخص اپنے مال سے اپنے اہل وعیال اوردوستوں کے لئے یہ کرے اوراس اجتماع میں‌وہ لوگ کھانا کھانےسے زیادہ اورکچھ نہ کریں اورکسی گناہ کا ارتکاب نہ کریں ، یہ وہ صورت ہے جس کو ہم نے بیان کیا کہ یہ بدعت مکروہہ وشنیعہ ہے ، اس لئےکہ متقدمین اہل طاعت میں سے جو کہ اسلام کے فقہاء اورمخلوق کے علماء اورزمانہ کے لئے چراغ ہدایت اور عالم زینت تھے کسی نے یہ فعل نہیں کیا .
دوم یہ کہ اس میں جرم وظلم شامل ہوجائے ، ایک آدمی کوئی چیز دیتا ہے اور اسکا نفس اس چیز کے پیچھے لگا رہتا ہے ، اور اسکا دل اس کو رنج وتکلیف پہنچاتا رہتا ہے ، کیونکہ وہ ظلم کا درد

محسوس کرتا رہتا ہے(۱) علماء فرماتے ہیں کہ "أخذالمال بالحیاء کأخذ ہ بالسیف " (۲) شرم دلا کر مال لینا ایسا ہی ہے جیسے تلوار کے زور سے لینا) اور بالخصوص اس وقت جب کہ اس میں لبریز اور پر شکم کے ساتہ نغمے اور طرب ومستی کے آلات اور بے ریش نوجوان لڑکوں اور فتنہ سامان عورتوں کے ساتہ مردوں کے اجتماع اور اختلاط کا بھی اضافہ ہوجائے اورجھک جھک کر اورمڑ مڑکر رقص بھی ہوتا ہو اور لہو لعب میں بالکل استغراق ہو، اورحساب وکتاب کے دن کو بالکل بھلادیا گیا ہو ، اوراسی طرح عورتیں جب تنہا جمع ہوں اورخوب بلند آواز سے عالم طرب میں گارہی ہوں ، اورغیر مشروع طریقہ سے ذکرو تلاوت کررہی ہوں اور ارشاد ربّانی (إِنَّ رَبَّکَ لَبِا المِرصَاد) "بے شک تیر ا رب گھات مین ہے " سے غافل ہوں ، تو یہ ایسی صورت ہے کہ جس کی حرمت میں کسی دو انسانوں کا بھی اختلاف نہیں اور جسے مہذب نوجوان بھی نہیں اچھا سمجھتے ، بلکہ یہ انہی لوگوں کو لذیذ معلوم ہو تا ہے جن کے دل مردہ ہوچکے ہیں ، اورجو لوگ گناہوں سے نفرت نہیں رکھتے ، مزید یہ بھی بتادوں کہ یہ لوگ ان سب خرافات کو عبادت سمجھتے ،إنالله وإنا إلیہ راجعون " بدأ الإسلام غریبا وسیعود کما بدأ) "اسلام ابتداء میں اجنبی تھا اور بعد میں پھر ابتدا کی طرح (اجنبی) ہو جائیگأ" امام ابو عمروبن العلاء کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں کہ :"کہ جب تك لوگ تعجب خیز بات پر تعجب کرتے رہیں گے تو خیرپر رہیں گے " نیز یہ بھی ہے کہ ،جس ماہ ربیع الأول میں رسول ﷺ کی ولادت ہوئی ہے ، ٹھیک اسی مہینہ میں آپ کی وفات بھی ہوئی ہے اسلئے اس میں خوشی منانا غم منانے سے بہتر نہیں ہوسکتا ، وہذا ماعلینا أن نقول ومن الله نرجوحسن القبول "انتہت رسالۃ تاج الدین الفاکہانی مسمی" المورد فی الکلام علی المولد" زندگی کا عجوبہ ہے کہ سیوطی نے "الحاوی" میں اس رسالہ کا ذکر کیا ہے ، اور انہوں نے اسکے جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن اس میں وہ کامیاب نہیں ہوئے ، کیونکہ ان کا جواب بہت لچر ہے اسلئے کہ وہ حق کے ابطال کے لئے باطل کو لے کر بحث کررہے ہیں .والعیاذ باللہ

---

(۱) (اس اسلوب تحریرسے معلوم ہوتا ہےکہ لوگ مولود کے نام پر چندہ وصول کیا کرتے تھے ، اورواقعہ بھی یہی ہے ،کیونکہ اب تک اولیاء کے مزارات پر جو عرس اورمولود کی جو محفلیں ہوا کرتی ہیں اس کے لئے لوگ عام لوگوں سے چندہ وصول کرتے ہیں ، تاکہ ولی اوربزرگ کی برکت اور شفاعت حاصل ہوجائے ،)علماء فرماتے ہیں کہ " أخذ المال بالحیاء کأخذہ بالسیف" (۲) علماء کا یہ قول بھی ہےکہ " ما أخذ بوجہ الحیاء فہو حرام " (جو چیز شرم دلا کرلی جائے وہ حرام ہے)

معززقارئین! آپ امام سیوطی کے ان اشتباھات سے واقف ہوگئے ، جن پر وہ اس گمان میں بہت خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے بدعت میلاد کی اصل شریعت میں ڈھونڈ نکالی اورآپ اس سے بھی واقف ہوگئے ، جو ہم نے انکا جواب دیا ہے اورجو حق کےطالبین اورحق پے زندگی گزار دینے میں رغبت رکھنے والوں کے لئے راستہ روشن کرتا ہے ، اس لئے سیوطی نے علامہ فاکہانی کا جواب دیا ہے اس سے عدم واقفیت آپ کے لئے مضر نہیں ہے ، اس لئے کہ ان کے مذکورہ بالا شبہات کی معرفت سیوطی کے جواب کی معرفت سے بے نیاز کرتی ہے ،

کہ :-- قیاس کن زگلستان ِمن بہار مرا

اس کے بعد عرض ہے کہ اگرہمارے اس رسالہ کے پڑھنے کے بعد بھی آپ کا ذہن صاف نہ ہو، اوربدعت مولود کے بدعتِ ضلالت ہونے میں شک اور تردد باقی رہے تو درج ذیل دعا کو کثرت کے ساتہ پڑھیں ، اللہ تعالی آپ کے شک وتردد کو دور فرمادیں گے اور آپ کے دل میں راہ صواب ڈالدیں گے اورراہ ہدایت کی راہنمائی فرمائیں گے ، وھو علی کل شیئ قدیر وبالإجابۃ جدیر- وہ دعا یہ ہے:-

"اللھم رب جبریل ومیکائیل وإسرافیل فاطرالسموات والأرض عالم الغیب والشھادۃ أنت تحکم بین عبادك فیما کانوا فیه یختلفون و إھدني لي لما اختُلِف فیه من الحق بإذنك إنك تھدي من تشآء إلي صراط مستقیم "

ترجمه"اے اللہ !جبریل ومیکائیل واسرافیل کے رب !آسمانوں اورزمین کے پیداکرنے والے !

غیب اورحاضرکے جاننے والے تو اپنے بندوں کا فیصلہ کرتا ہے ، اس چیز میں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں ، جس چیزمیں اختلاف ہے اس میں تو مجھے اپنے حکم سے حق کی ہدایت دے ، بے شک تو جس کوچاہے سیدھے راستہ کی ہدایت دیتا ہے .

****